رسالہ اعتقادات

مصنفہ شیخ صدوق ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ

از

جناب شیخ محمد اعجاز حسین صاحب وکیل بن جناب مرحوم

شیخ محمد ولایت حسین صاحب تحصیلدار رئیس مراد آباد

جسکو

محمڈن کالج علیگڈھ کی کمیٹی مدبران تعلیم دینیات مذہب شیعہ نے

شیعہ طلاب کے مذہبی کورس میں داخل کیا

اور بار ثانی

حسب فرمایش جناب مترجم صاحب باہتمام مرزا عبدالتقی قزلباش

مطبع ورما پریس مراد آباد میں چھپا

فہرست مضامین رسالہ اعتقادات شیخ صدوق ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ مترجمہ محمد اعجاز حسین مرادآباد

صفحہ	باب	خلاصہ مضمون
۱و۲و۳	۰	عرض مترجم
۳	۱	اس بیان میں کہ فرقہ امامیہ کا اعتقاد توحید میں کیا ہے۔
۷	۲	صفات ذات اور صفات افعال کے اعتقاد میں
۸	۳	باب اعتقاد تکلیف میں
〃	۴	باب بندوں کے افعال کے اعتقاد میں۔
۹	۵	باب اس اعتقاد میں کہ نہ جبر ہے نہ تفویض۔
〃	۶	باب ارادہ اور مشیت کے اعتقاد میں۔
۱۳	۷	باب قضا و قدر کے اعتقاد میں
۱۴	۸	باب فطرت اور ہدایت کے اعتقاد میں۔
۱۵	۹	باب بندہ کی استطاعت کے اعتقاد میں
۱۶	۱۰	باب اعتقاد بدا کے بیان میں
۱۷	۱۱	باب اس اعتقاد میں کہ تقدیر کے باب میں لڑائی جھگڑا منع ہے
۱۹	۱۲	باب لوح و قلم کے اعتقاد میں
〃	۱۳	باب کرسی کے اعتقاد میں
〃	۱۴	باب عرش کے اعتقاد میں
۲۰	۱۵	باب جانوں اور روحوں کے اعتقاد میں
۲۳	۱۶	باب موت کے اعتقاد میں
۳۰	۱۷	باب سوال قبر کے اعتقاد میں
۳۲	۱۸	باب اعتقاد رجعت میں
۳۶	۱۹	باب اس اعتقاد میں کہ موت کے بعد پھر اٹھیں گے۔
〃	۲۰	باب حوض کے اعتقاد میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

امابعد خادم محبان حسنین محمد اعجاز حسین مراد آبادی متبعان فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ کثر اللہ سوادہم کی خدمت عالیہ میں عرض کرتا ہے کہ اس زمانے میں چونکہ مومنین کی ہمتیں تحصیل علوم عربیہ سے قاصر ہیں اس لئے اشد ضرورت اس امر کی ہے کہ کتب دینیہ اور ایمانیہ کا ترجمہ عام فہم اُردو میں کیا جائے اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے میں نے رسالہ اعتقادات شیخ صدوق ابُوجعفر ابن بابویہ قمیؒ رضی اللہ عنہ کو نہایت ضروری سمجھا اور بتوفیق الٰہی اس رسالہ کو زبان اُردو میں ترجمہ کرکے جملہ مومنین کے سامنے پیش کرتا ہوں اگر اہل علم اس میں کوئی خطا پائیں تو اس ہیچمداں کے قصور علم کو عذر واقعی سمجھکر اوس کی اصلاح فرمائیں اور جو مومنین کہ اس رسالہ سے فائدہ اُٹھائیں اونسے متوقع دعا رخیر کا ہوں۔

واضح ہو کہ اس رسالہ کے تمام مطالب قرآن اور احادیث رسول کریمؐ اور اقوال ائمہ معصومین سے ماخوذ ہیں اور اوّل سے آخر تک ہر ہر قول کے ساتھ احادیث صحیحہ منقول ہیں اور تمام عقائد ضروریہ کا اس میں مفصل بیان ہے پس یہ کتاب اس قابل ہے کہ مومنین اس کے تمام مطالب کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھیں اور ذریعہ سلامت ایمان کا سمجھیں اور چونکہ ہر کلام کی وقعت اُس کے متکلم اور ہر کتاب کی عظمت اوس کے مصنف کے مرتبہ سے سمجھی جایا کرتی ہے اس لئے یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ مصنف اسکے افضل العلما

وزبدۃ الفقہا حضرت شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ بن قمی ہیں جناب ممدوح کے والد ماجد علی بن حسین بھی اجلۂ علما سے تھے اور انھوں نے زمانہ غیبت صغرا کا پایا ہی اور ابو القاسم الحسین بن روح رحمۃ اللہ علیہ سفیر حضرت صاحب الامر علیہ السلام سے ملاقات کی ہی چنانچہ علی بن حسین نے بواسطہ سفیر موصوف کے حضرت صاحب الامرؑ کی خدمت بابرکت میں یہ عرضی بھیجی کہ اونکے لئے اولاد کی دعا کریں اُس کے جواب میں امام علیہ السلام نے یہ رقعہ لکھا کہ ہم نے تمہارے لئے دعا کی ہی اللہ تمکو دو بیٹے عطا فرمائے گا جو نیک ہونگے چنانچہ اسی دعا کی برکت سے شیخ ابو جعفر مصنف اس رسالہ کے اور اونکے بھائی ابو عبد اللہ پیدا ہوئے شیخ ابو جعفر ہمیشہ بطور افتخار کے فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت صاحب الامرؑ کی دعا سے پیدا ہوا ہوں اونکا علم ایسا تھا کہ اُس زمانے کے تمام شیوخ اور علمانے اونکے صغرسن کی حالت میں اُنکی شاگردی اختیار کی تھی شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہی کہ اونکے بعد ابتک ایسا حافظ الحدیث اور عالم فن رجال اور ناقل اخبار پیدا نہیں ہوا تین سو کتابیں اونکی تصانیف سے ہیں منجملہ اُنکے ایک یہ مختصر رسالہ بھی ہی ۳۸۱ھ ہجری میں بمقام رَے اونکا انتقال ہوا خدا اونکی مغفرت کرے ۔ فقط

مراد آباد | المتمسک بالثقلین
ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ | محمد اعجاز حسین



حمد اللہ کے لئے جو رب العالمین ہی یکتا ہی کوئی اوسکا شریک نہیں ہی اور اللہ رحمت بھیجے محمد اور اونکی آل پر جو پاک و طاہر ہیں اور نازل کرے سلامتی اور اللہ ہمکو کافی ہی اور بہت اچھا کارساز ہی۔

باب اس بیان میں کہ فرقہ امامیہ کا اعتقاد توحید میں کیا ہے

شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمیؒ نے جو اس کتاب کے مصنف ہیں یہ فرمایا ہی "تو جان لے کہ ہمارا اعتقاد توحید میں یہ ہی کہ اللہ ایک ہی۔ یکتا ہی کوئی چیز اوسکے مثل نہیں ہمیشہ سے موجود ہی نہ پہلے کبھی اُسکو زوال ہوا نہ آئندہ کبھی زوال ہو۔ سننے والا ہی۔ دیکھنے والا ہی۔ جاننے والا ہی۔ حکمت والا ہی۔ صاحب حیات ہی۔ قیوم ہی۔ غالب ہی۔ پاک ہی۔ عالم ہی۔ قادر ہی۔ غنی ہی۔ نہ جوہر ہے نہ جسم ہی۔ نہ صورت ہی۔ نہ عرض ہی۔ نہ خط ہی۔ نہ سطح۔ نہ بھاری ہی نہ ہلکا۔ نہ ساکن ہی۔ نہ متحرک۔ نہ زمان میں ہی۔ نہ مکان میں۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ صفات مخلوق کی حد سے بڑھ کر ہی نہ صفات سے خالی ہی اور نہ کسی چیز سے تشبیہ رکھتا ہی ان دونوں باتوں کی حد سے خارج ہی بیشک وہ شی ہی

مگر نہ ایسا کہ جیسے اور اشیا ہیں۔ یکتا ہی۔ بے نیاز ہی۔ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا جو اوس کا وارث بنے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا کہ کوئی اوس کا شریک ہو اور نہیں ہی اوس کے برابر کوئی اور نہ ہمسر اوس کا۔ اور نہ ضد۔ اور نہ شبیہ اور نہ اوسکی بی بی ہی۔ اور نہ اُس کا مثل ہی۔ اور نہ اُس کی نظیر ہی۔ اور نہ اوسکا شریک ہی بینائیاں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ بینائیوں کا ادراک کرتا ہی اوہام اوسپر واقف نہیں ہو سکتے اور وہ اوہام پر واقف ہے نہ اوسکو اونگھ آتی ہی نہ نیند۔ اور وہ لطیف ہی خبیر ہے ہر شے کا پیدا کرنیوالا ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ اُسی کے لیئے ہے پیدا کرنا اور حکم کرنا پاک ہی اللہ رب العالمین۔

اور جو کوئی تشبیہ کا قائل ہو وہ مشرک ہی اور جو شخص فرقہ امامیہ کیطرف غیر اُس کے کہ جو وصف کیا گیا توحید میں کوئی صفت اور منسوب کرے وہ جھوٹا ہے اور ہر روایت جو مخالفت کرے اُسکی کہ جو کچھ ذکر کیا گیا توحید میں وہ بناوٹ کی ہی اور گڑھی گئی ہی۔ اور ہر حدیث جو کتاب اللہ کے موافق نہو وہ باطل ہی اگرچہ ہمارے علماء کی کتابوں میں ہو مگر وہ دہوکے کے طور پر بنائی گئی ہی۔ اور جن خبروں سے جہاں اللہ کے ساتھ مخلوق کی تشبیہ کا وہم پیدا کرتے ہیں اون خبروں کے معنی اونہیں آیتوں کے موافق لیے جائیں گے جو قرآن میں اونکی نظیریں ہیں اسلیئے کہ قرآن میں ہی۔

کل شیئی ہالک الا وجہہ " یعنی ہر چیز ہلاک ہونے والی ہی مگر وجہ اللہ اور معنی وجہ کے دین ہیں اور وجہ اوسے کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے اللہ حاصل ہوتا ہی اور جس کے ذریعہ سے اُسی کیطرف توجہ کی جاتی ہی۔ اور قرآن میں ہی یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود " یعنی جسدن کھولے جاویں گے ساق

اور لوگوں کو حکم کیا جاوے گا سجدے کا" ساق سے مراد روئے امر اور شدت ہے (یعنی کمال کسی چیز کا)

اور قرآن میں ہے "ونفخت فیہ من روحی" یعنی پھونکی میں نے اوس میں اپنی روح" اور وہ روح اللہ کی مخلوق تھی جو اللہ نے آدمؑ اور عیسیٰؑ کو دی اور روحی کہنا ایسا ہی جیسے - بیتی - اور عبدی - وجنبی - گھر میرا - بندہ میرا پہلو میرا - یعنی میری مخلوق - اور میری آگ - اور میرا آسمان اور میری زمین -

اور قرآن میں ہے "یداہ مبسوطتان" یعنی دونوں ہاتھ اوسکے فراخ ہیں" مراد یہ ہے کہ وہ نعمت دنیا اور نعمت آخرت دونوں دیتا ہے -

اور قرآن میں ہے "اور آسمان کو بنایا ہمنے ساتھ ہاتھ کے" (اید) سے مراد قوت ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا ہے "واذکر عبدنا داوٗد ذالاید" یعنی یاد کر ہمارے بندہ داوٗد کو جو صاحب قوت تھا" اس آیت میں بھی (اید) کے معنے قوت کے ہیں -

اور قرآن میں ہے "یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی" یعنی اے ابلیس کس چیز نے منع کیا تجھکو اس بات سے کہ سجدہ کرے تو اسکو جسکو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے" یہاں بھی مراد دونوں ہاتھوں سے قدرت اور قوت ہے

اور قرآن میں ہے "والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ" یعنی تمام زمین قیامت کے دن اوسکی مٹھی میں ہوگی" مراد یہ ہے کہ اسکی ایسی حکومت میں ہوگی کہ اسکے ساتھ کسی دوسرے کی حکومت نہ ہوگی -

اور قرآن میں ہے "والسموات مطویات بیمینہ" اور آسمان لپٹے ہوئے ہونگے اوسکے داہنے ہاتھ میں" داہنے ہاتھ سے قدرت مراد ہے -

اور قرآن میں ہی "وجاء ربک والملک صفاً صفاً" آیا تیرا رب اور فرشتے صف در صف" (رب کے آنے سے) حکم رب کا آنا مراد ہی۔

اور قرآن میں ہی "کلا انہم عن ربهم یومئذ لمحجوبون" یعنی قسم ہی کہ وہ لوگ اپنے رب سے آج کے دن حجاب میں ہونگے" مراد یہ ہی کہ اپنے رب کے ثواب سے حجاب میں ہونگے۔

اور قرآن میں ہی "ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکة" آیا نہیں انتظار دیکھتے ہیں وہ مگر یہ کہ آوے اون میں اللہ بادل کے سائبانوں میں اور آویں ملائکہ" اس آیت میں اللہ کے آنے سے اللہ کے عذاب کا آنا مراد ہے۔

اور قرآن میں ہی "وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ" بہت سے مُنہ اُسدن روشن ہونگے اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہونگے" مراد یہ ہی کہ روشن ہونگے اور اپنے رب کے ثواب کی طرف دیکھنے والے ہونگے۔

اور قرآن میں ہی "ومن یحلل علیہ غضبی فقد ہوی" اور جو شخص کہ نازل ہوا اوسپر میرا غصہ وہ ہلاک ہوا" اللہ کا غضب اوس کا عذاب ہی اور اُسکی رضامندی اُسکا ثواب دُنیا ہی۔

اور قرآن میں ہی "تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک" یعنی جانتا ہی تو جو میرے نفس میں ہی اور نہیں جانتا ہوں میں جو تیرے نفس میں ہے۔ مراد یہ ہی کہ تو میری چھپی باتوں کو جانتا ہی اور میں تیری مخفی باتوں کو یعنی تیرے اسرار کو نہیں جانتا۔

اور قرآن میں ہی "ویحذرکم اللہ نفسہ" اور بچاتا ہی اللہ تمکو اپنے نفس سے۔ یہاں نفس سے مراد انتقام ہی۔

اور قرآن میں ہے "اِنَّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی" یعنی بیشک اللہ اور اُس کے فرشتے صلوات بھیجتے ہیں نبی پر" اور یہ بھی قرآن میں ہے "ہوالذی یصلی علیکم وملائکتہ" وہ اللہ ایسا ہے کہ صلوٰۃ بھیجتا ہے تم پر اور ملائکہ اُس کے" اور صلوات جب اللہ سے منسوب ہوتی ہے تو رحمت سے مراد ہوتی ہے۔ اور ملائکہ کی صلوات دعائے مغفرت اور پاکیزگی بیان کرنا ہے اور آدمیوں کی صلوات دعا ہے۔

اور قرآن میں ہے "ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین" اور مکر کیا اُنھوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر ہے مکر کرنے والوں کا" اور قرآن میں ہے "یخادعون اللہ وہوا خادعہم" دہوکا کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ دہوکا کرتا ہے اونسے" اور قرآن میں ہے "ان اللہ یستہزی بہم" بیشک اللہ ٹھٹھا کرتا ہے اونسے" اور قرآن میں ہے "سخر اللہ منہم" یعنی تمسخر کیا اللہ نے اونسے" اور قرآن میں ہے "نسوا اللہ فنسیہم" بھولے وہ اللہ کو تو اللہ بھولگیا اونکو" معنے اس کے یہ ہیں کہ اللہ اونکے مکر کا اور فریب کا اور تمسخر کا اور بھولنے کا بدلا دیتا ہے۔ اسلیئے کہ اللہ حقیقت میں مکر اور دہوکا اور ٹھٹھا اور تمسخر نہیں کرتا نہ اللہ بھولتا ہے برتر ہے وہ اللہ ان سب باتوں سے بہت بڑی برتری کے ساتھ اور نہیں وارد ہے حدیثوں میں جنپر مخالفین اور ملحدین طعن کرتے ہیں۔ مگر مثل اسی قسم کے الفاظ کے اور معنے اونکے وہی ہیں جو الفاظ قرآن کے معنے ہیں۔

باب صفات ذات اور صفات افعال کے اعتقاد میں

شیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی ذات میں جو صفت ہم

بیان کرتے ہیں تو ہر صفت کی اوس سے ضد کی نفی مراد ہوتی ہی اور ہم کہتے ہیں کہ ہمیشہ سے اللہ سمیع ۔ بصیر ۔ علیم ۔ حکیم ۔ قادر ۔ عزیز ۔ حی ۔ قیوم ۔ واحد قدیم ہی ۔ اور یہ صفتیں اوس کی ذات کی ہیں اور یہ ہم نہیں کہتے کہ ہمیشہ سے اللہ پیدا کرنے والا اور فاعل اور چاہنے والا اور ارادہ کرنے والا اور راضی ہونے والا اور غصہ کرنے والا اور رزق دینے اور بخشش کرنے والا اور کلام کرنے والا ہی اسلیئے کہ یہ صفتیں اُس کے افعال کی ہیں اور وہ نئی پیدا ہونے والی ہیں اس لئے یہ جایز نہیں ہے کہ یہ کہا جاوے کہ اللہ ہمیشہ سے ان صفتوں سے موصوف ہی ۔

باب ۳ اعتقاد تکلیف میں

شیخ ابوجعفر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکلیف میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ اللہ نے بندوں کی طاقت سے کم تکلیف اونکو دی ہی چنانچہ اللہ فرماتا ہی " لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا " نہیں تکلیف دیتا ہی اللہ مگر بقدر وسعت اُسکی کے " اور وسعت اوسی کو کہتے ہیں جو طاقت کے نیچے ہو ۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ " اللہ نہیں تکلیف دیتا ہی بندوں کو مگر اُسیقدر جو طاقت کے نیچے ہو اس لیئے کہ اللہ نے اونکو یہ تکلیف دی ہی کہ رات دن میں پانچ نمازیں پڑہیں اور سال بھر میں تیس روزے رکھیں ۔ اور دو سو درہم میں پانچ درہم زکوٰۃ دیں اور عمر میں ایکبار حج کریں حالانکہ بندونکی طاقت اس سے زیادہ ہی "

باب ۴ بندوں کے افعال کے اعتقاد میں

شیخ نے فرمایا ہی کہ بندوں کے افعال میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ مخلوق تقدیری

مخلوق ہیں نہ بخلق تکوین۔ اور معنے اُس کے یہ ہیں کہ ہمیشہ سے اللہ بندوں کے افعال کی مقداروں کو جانتا ہی۔ فقط

باب ۵ اس اعتقاد میں کہ نہ جبر ہی نہ تفویض

شیخ نے فرمایا ہی کہ ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نہ جبر ہی نہ تفویض بلکہ ایک ایسا امر ہی کہ جو ان دونوں کے درمیان میں ہی اونسے پوچھا گیا کہ وہ کیا امر ہی جو ان دونوں کے درمیان میں ہی تو انھوں نے فرمایا کہ اسکی مثال ایسی ہی کہ تو نے کسی شخص کو گناہ کرتے ہوئے دیکھا اور تو نے منع کیا اور وہ نہ مانا تو تو نے اُسکو اُسکی حالت پر چھوڑ دیا اور اُس نے گناہ کیا تو یہ بات نہیں ہی کہ جب اُس نے تیرے منع کرنے کو نہ مانا اور تو نے اُسکو چھوڑ دیا تو تو نے اُسکو گناہ کا حکم کیا ہو۔

باب ۶ ارادہ اور مشیت کے اعتقاد میں

شیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ اس میں ہمارا اعتقاد قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہی کہ اللہ چاہتا ہی اور اسیطرح ارادہ کرتا ہے درحالیکہ اُسکو پسند نہیں کیا اور اوسپر راضی نہیں ہوا اوس نے چاہا کہ کوئی شی بغیر اُسکے علم کے واقع نہو اور یہی ارادہ کیا اور وہ نہیں پسند کرتا ہی کہ اُس کو یہ کہا جاوے کہ وہ تین میں کا تیسرا ہی اور وہ راضی نہیں ہوا اپنے بندوں سے کفر کا اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہی کہ "اے پیغمبر تو ہدایت نہیں کر سکتا جسکو تو نے پسند کیا اور لیکن اللہ ہدایت کرتا ہی جسکو چاہتا ہی" اور اللہ نے فرمایا ہی اور "نہیں چاہتے ہو تم مگر یہ کہ جو چاہے اللہ" اور اللہ نے فرمایا ہی کہ (اے پیغمبر) "اگر تیرا رب چاہے تو

زمین کے سب کے سب آدمی ایمان لے آویں کیا تو زبردستی کرسکتا ہی آدمیوں پر تاکہ وہ مومن ہوجاویں "
اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہی " اور نہیں ہی کوئی نفس کہ ایمان لائے مگر ساتھ اذن اللہ کے " جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہی " اور نہیں ہی کوئی نفس کہ مرے مگر ساتھ حکم اللہ کے جو لکھا ہوا ہی وقت مقرر "
اور جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ " کہتے ہیں وہ لوگ اگر ہوتا ہمکو کچھہ اختیار تو نہ مارے جاتے ہم اسجگہہ اے پیغمبرؐ تو کہدے کہ اگر ہوتے تم اپنے گھروں میں تو البتہ ظاہر ہوجاتے وہ لوگ جن کی تقدیر میں قتل ہونا تھا اپنے مقتلوں میں "
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے " اور اگر چاہتا تیرا رب تو وہ افترا نہ کرتے ای پیغمبرؐ تو چھوڑدے اونکو اور اونکے افتراؤں کو " اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور اگر چاہے اللہ تو وہ شرک نہ کریں " اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے " اور اگر چاہیں ہم تو دیدیں ہر نفس کو اوسکی ہدایت " اور فرمایا " جس شخص کو اللہ یہ ارادہ کرتا ہی کہ اسکو ہدایت دے تو کھولتا ہی سینہ اوس کا اسلام کے لیئے اور جسکے گمراہ کرنے کا ارادہ کرتا ہی تو کردیتا ہی اوس کے سینہ کو تنگ مشققت پانیوالا گویا کہ وہ چڑھاجاتا ہی آسمان کی طرف[1] " اور فرمایا اللہ نے کہ ارادہ کرتا ہی اللہ تعالیٰ کہ واضح کردے تمہارے لیئے اور ہدایت کردے تمکو اُن طریقوں کی جو تم سے پہلے لوگوں کے تھے اور توبہ قبول کرے تمہاری " اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ " ارادہ کرتا ہے اللہ کہ نہ مقرر کرے اونکے لیئے کچھہ حصہ آخرت میں " اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے " اور چاہتا ہی اللہ کہ تخفیف

[1] یعنی آسمان کی طرف صعود کرنا قدرت سے خارج ہی پھر جو قصد کریگا اور ممکن نہوگا تو اوسکی دلمیں گھٹن پیدا ہوگی اور سینہ اوس کا تنگی کریگا یہ مقام تشبیہ میں فرمایا ہی ۱۲ انجم العلما

کرے تمسے" اور فرمایا اللہ نے کہ " اللہ تمپر آسانی چاہتا ہی اور تمپر سختی نہیں چاہتا ہی اور فرمایا اللہ نے اللہ تمپر معافی چاہتا ہی اور جو لوگ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اونکو یہ چاہتا ہی کہ منحرف ہوجائیں بڑے انحراف کیساتھ اور فرمایا اللہ نے کہ اللہ بندوں پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا ہی۔

یہ ہمارا اعتقاد ہی ارادہ اور مشیت میں اور ہمارے مخالف ہمپر اس میں طعن کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے گناہوں کا ارادہ کیا اور حسین ابن علی علیہم السلام کے قتل کا ارادہ کیا اور ہم یہ نہیں کہتے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے یہ ارادہ کیا کہ عاصیوں کی معصیت مطیعوں کی طاعت کی خلاف ہو اور یہ ارادہ کیا کہ گناہوں کا فعل اللہ کی طرف منسوب نہو اور یہ ارادہ کیا کہ اللہ اُن گناہوں کے واقع ہونے سے پہلے اُن کے علم کے ساتھ موصوف ہو اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ نے یہ ارادہ کیا کہ قتل حسینؑ میں اُسکی نافرمانی ہو اور طاعت کے خلاف ہو اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ نے یہ ارادہ کیا کہ حسینؑ کا قتل ایک ایسا فعل ہو جسکی نہی کی گئی تھی اور اون فعلوں میں سے نہو جنکے کرنے کا حکم کیا گیا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ نے یہ ارادہ کیا کہ حسینؑ کا قتل ایک امر قبیح غیر مستحسن ہو اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ نے یہ ارادہ کیا کہ قتل حسینؑ اوس کے غصہ کا باعث ہو اور رضی کے خلاف ہو۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے یہ ارادہ کیا کہ قتل حسینؑ سے جبر و قدرت کے ساتھ نہ روکے جیسے کہ اُس نے قول سے اُس کی نہی کی اور اگر جبر و قدرت سے بھی روکتا جیسے کہ قول سے اُس کی نہی کی ہے تو البتہ دفعہ ہوجاتا قتل حسینؑ سے جیسے کہ دفعہ ہوگیا جلنا ابراہیم علیہ السلام سے جبکہ فرمادیا اللہ نے اوس آگ سے جس میں ابراہیمؑ ڈالے گئے تھے کہ ہوجا

آگ ہوجا ٹھنڈک اور سلامتی ابراہیمؑ پر ۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ہمیشہ سے اللہ جانتا تھا کہ حسینؑ جبراً قتل ہونگے ۔ اور اپنے قتل ہونے کی وجہ سے سعادت ابدی حاصل کریں گے اور اونکا قاتل شقاوت ابدی حاصل کرے گا اور ہم کہتے ہیں کہ ''جو چاہتا ہی اللہ وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ارادہ اور مشیت میں ہمارا یہی اعتقاد ہے نہ وہ جسکو اہل الحاد جو ہمارے مخالف ہیں اور ہمپر طعن کرنے والے ہیں ہماری طرف منسوب کرتے ہیں ۔

باب قضا و قدر کے اعتقاد میں

شیخ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ اس باب میں ہمارا اعتقاد امام جعفر صادق علیہ السلام کا وہ قول ہی جو انھوں نے سوال زرارہ کے جواب میں فرمایا تھا اوس نے امامؑ سے پوچھا تھا کہ ای میرے سردار تم قضا و قدر میں کیا کہتے ہو تو امامؑ نے فرمایا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ جب قیامت کے دن سب بندوں کو جمع کریگا تو انسے وہی پوچھے گا جو انسے عہد لیا تھا اور وہ نہیں پوچھے گا جو اونپر جاری کردیا ۔ اور کلام مسئلہ قدر میں منع ہو جیسے کہ امیرالمومنینؑ نے کسی شخص سے فرمایا تھا جب اوسنے قدر کا مسئلہ پوچھا تھا کہ یہ مسئلہ گہرا دریا ہی تو اوس میں غوطہ مت لگا اوس نے پھر دوسری بار پوچھا تو امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ یہ ایک اندھیرا راستہ ہی تو اوس میں مت چل پھر اوس نے تیسری بار پوچھا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک اللہ کا بھید ہی تو اوس میں کلام مت کر ۔ اور امیرالمومنین علیہ السلام نے قدر کے مسئلہ میں فرمایا ہی کہ آگاہ ہوجاؤ کہ قدر کا مسئلہ اللہ کے بھیدوں میں سے

ایک بھید ہی اور اسکے پردوں میں سے ایک پردہ ہی اور اُس کی محفوظ چیزوں میں سے ایک محفوظ چیز ہی اوٹھا ہوا ہے اللہ کے حجاب میں اور لپٹا ہوا ہے مخلوق سے اور مُہر کیا ہوا ہی اللہ کی مُہر سے اور پہلے سے ہے اللہ کے علم میں الگ رکھدیا ہے اللہ نے بندوں کو اوس کے علم سے اور اُٹھا لیا ہے اوس کو بندوں کے سامنے کی چیزوں سے اور اُنکی عقلوں کی رسائی سے اس لیئے کہ وہ نہیں پاسکتے ہیں۔ حقیقت ربانی۔ اور قدرت صمدانی اور عظمت نورانی۔ اور عزت وحدانیت کو اسوجہ سے کہ وہ ایک بہت بڑا دریا ہی موجیں مارنے والا جو اللہ کے واسطے خالص ہی گہرائی اوس کی اتنی ہے جیسے زمین وآسمان کا درمیان اور چوڑائی اوسکی ایسی ہی جیسے مشرق ومغرب کی دوری تاریکی اُسکی ایسی ہی جیسے اندھیری رات اوس میں بہت سے سانپ اور مچھلیاں ہیں کبھی اوپر کو اُٹھتا ہی کبھی نیچے کو بیٹھتا ہی اوس کی گہرائی میں ایک سورج چمکتا رہتا ہی کسی سے نہیں ہوسکتا کہ اوس پر اطلاع پاسکے مگر واحد جو یکتا ہی پاک جس شخص نے اوسپر اطلاع پانے کا قصد کیا اوسنے اللہ کے حکم سے ضد کی اور اوس کی سلطنت میں جھگڑا کیا اور اوس کے بھید اور پردے کو کھول ڈالا اور گیا اللہ کے غضب میں اور ٹھکانا اُسکا جہنم ہے اور بُرا ٹھکانا ہے۔ اور مروی ہی کہ امیر المومنین علیہ السلام ایک جُھکی ہوئی دیوار سے دوسری طرف کو ہٹے تو اون سے کسی نے پوچھا کہ ای امیر المومنین کیا آپ قضاء الٰہی سے بھاگتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں قضا سی بھاگ کر قدر کیطرف جاتا ہوں۔

اور صادق علیہ السلام سے عمل وافسوں پڑھنے کا اثر پوچھا گیا تھا کہ کیا وہ حکم تقدیری کو دفع کر دیتا ہی تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی منجملہ

تقدیر ہے۔

باب فطرت اور ہدایت کے اعتقاد میں

کہا شیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس میں اعتقاد ہمارا یہ ہے کہ اللہ نے تمام مخلوق کو توحید کی فطرت پر پیدا کیا ہے اور یہی معنی ہیں اللہ کے اس قول کے کہ فطرۃ اللہ کی جس پر آدمیوں کو پیدا کیا " اور فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیۂ " وما کان اللہ لیضل الخ کی تفسیر میں کہ نہیں ہے اللہ کہ گمراہ کرے کسی قوم کو بعد ہدایت کرنے کے یہاں تک کہ ظاہر کردے اون کے لیئے وہ چیزیں جس سے وہ بچیں " کہا صادق علیہ السلام نے کہ اللہ انکو پہلے شناخت کرا دیتا ہے اپنی رضامندی اور اپنے غصہ کے کام " اور اللہ نے اپنے قول میں فرمایا ہے۔ فالہمہا فجورہا وتقوٰہا۔ پس ڈال دیا دل میں اس کے فجور اوس کا اور تقویٰ اوس کا " امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ظاہر کردیئے اوسکے لیئے وہ کام جو کرنے چاہئیں اور وہ گناہ جو چھوڑنے چاہئیں " اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے ہم نے اوسکو راستہ کی ہدایت کردی یا وہ شاکر بنے یا کفران نعمت کرنے والا ہو " امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمائے معنے اوس کے کہ ہم نے اوسکو راستہ کی شناخت کرادی پس یا اب وہ اسکو قبول کرے یا چھوڑے " اور اللہ نے اپنے قول میں فرمایا ہے " لیکن ثمود پس ہم نے ہدایت کی تھی اونکو پھر انھوں نے اندھے پنے (یعنی گمراہی) کو ہدایت پر پسند کیا " امامؑ نے فرمایا اور وہ جانتے تھے " امامؑ صادق سے معنی پوچھے گئے اللہ کے اس قول کے کہ " ہدایت کی ہمنے اونکو دونوں طریقوں کی تو انھوں نے فرمایا کہ طریقہ خیر کی اور طریقہ شر کی " اور فرمایا

امامؑ نے کہ جو چیز کہ اللہ نے اوس کا علم بندوں سے پردے میں کر لیا ہے وہ
اُنسے الگ رکھی ہوئی ہے۔ اور فرمایا امامؑ نے کہ بیشک اللہ نے حجت کی ہے
آدمی پر وہی چیز جو اونکو دیدی ہے اور شناخت کرادی ہے۔

باب۹ بندے کی استطاعت کے اعتقاد میں

شیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ کیا بندے کو بھی کچھ قدرت ہے
تو اُنھوں نے فرمایا کہ ہاں چار صفتوں کے حاصل ہونے کے بعد بندے کو استطاعت
حاصل ہوتی ہے۔ اوّل یہ کہ اوسکی آزادی میں کوئی رکاوٹ نہو۔ دوسرے
صحیح الجسم ہو۔ تیسرے یہ کہ سب اوسکے اعضا سلامت ہوں۔ چوتھے یہ کہ اللہ
کی طرف سے اوسکے لیئے کوئی سبب پیدا ہو۔ جب کہ یہ چاروں چیزیں
پیدا ہو جائیں تو وہ صاحب قدرت ہے۔ تو امامؑ سے پوچھا گیا کہ اس کی مثال
کیا ہے تو اُنھوں نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا ہو کہ اُس کی آزادی میں کوئی روک
نہیں ہے صحیح الجسم ہے اور اُسکے اعضا بھی سلامت ہیں وہ زنا پر اوسوقت تک
قدرت نہیں رکھتا جب تک کسی عورت کو نہ پاوے پھر جب وہ عورت کو
پاوے یا تو وہ عصمت اختیار کرے گا اور باز رہے گا جیسے کہ حضرت یوسفؑ
باز رہے۔ یا وہ بغیر کسی رُکاوٹ کے صرف کرے گا آزادی کو درمیان
اپنے اور اُس عورت کے تو وہ زنا کرے گا پس وہ زانی ہے اور نہیں
اطاعت کیا جاتا ہے اللہ ساتھ زبردستی کے اور نہیں نافرمانی کیا جاتا
ہے ساتھ غلبہ کے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ اللہ کے اس قول کا

کیا مطلب ہے۔ وقد کانو یدعون الی السجود و ہم سالمون" یعنی قیامت کو جو گناہگار لوگ حاضر ہونگے اونکی نسبت اللہ فرماتا ہے" اور بیشک وہ دنیا میں بلائے جاتے تھے طرف سجدوں کے درحالیکہ وہ سالم تھے" کہا امام نے سالم سے مراد یہ ہے کہ وہ استطاعت رکھتے تھے کہ اللہ کے حکم کو قبول کریں اور جس کام سے منع کیا گیا ہے اوسکو چھوڑیں اور اسی بات میں وہ امتحان کیئے گئے" اور ابو جعفر یعنی امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ" توریت میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اے موسیٰ میں نے تجھکو پیدا کیا اور برگزیدہ کیا میں نے تجھکو اور ہدایت کی میں نے اور قوت دی میں نے تجھکو اور تجھکو اپنی طاعت کا حکم دیا اور معصیت سے منع کیا اب اگر تو میری اطاعت کریگا تو میں اپنی اطاعت پر تیری مدد کروں گا اور اگر تو میری نافرمانی کرے گا تو میں معصیت پر تیری مدد نہیں کروں گا اور تو اطاعت کرے گا تو میرا تجھپر احسان ہوگا اور جو تو معصیت کرے گا تو میری تجھپر حجت ہوگی۔

باب اعتقاد بدا کے بیان میں

شیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ" یہود کا یہ قول ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ سب کاموں سے فارغ ہو گیا" ہم یہ کہتے ہیں کہ" وہ اللہ تعالیٰ ہر روز ایک نئی شان میں ہے نہیں روکتی ہے اوس کو ایک شان دوسری شان سے وہ زندہ کرتا ہے۔ اور موت دیتا ہے۔ اور پیدا کرتا ہے۔ اور رزق دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے" اور ہم کہتے ہیں کہ" وہ محو کر دیتا ہے اللہ جس چیز کو چاہتا ہے اور ثابت کر دیتا ہے جس چیز کو چاہتا ہے اور اوس کے پاس اصل کتاب ہے اور وہ نہیں محو کرتا ہے مگر اوس کو جو پہلے سے تھا اور نہیں ثابت

کرتا ہی مگر اُسکو جو پہلے سے نہ تھا اور یہ بدا نہیں ہی جیسے کہ یہود اور اوسکے اتباع
کا قول ہی پس ہمکو اُنھوں نے اس قول میں بدا کی طرف منسوب کیا اور جو مذاہب
مختلفہ ہمارے مخالف ہیں اُنھوں نے بھی اوسکی پیروی کی۔ اور امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ "اللہ نے کبھی کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اوس سے اقرار اللہ
کی عبودیت کا اور اللہ کے شریکوں کے انکار کا اور اس بات کا کہ اللہ جس
چیز کو چاہے پیچھے کر دے اور جسکو چاہے مقدم کر دے اول لے لیا ہی اور شرائع
و احکام نسخ کرنا ہمارے نبی کی شریعت اور اُسکے احکام سے اسی قسم میں داخل
ہی اور کتب سابقہ کا قرآن سے نسخ کرنا بھی اسی قسم میں ہی" اور امام جعفر
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ "جو شخص یہ گمان کرے کہ اللہ نے ظاہر
کی آج کوئی چیز اور وہ روز گزشتہ میں اوسکو نہیں جانتا تھا تو میں اوس سے
بیزاری کرتا ہوں" اور امام صادق نے فرمایا ہی "اور جو شخص یہ گمان کرے
کہ اللہ نے بدا کی کوئی چیز نادم ہو کر وہ ہمارے نزدیک کافر ہی" اور لیکن قول
صادق علیہ السلام کا کہ "نہیں بدا کیا اللہ نے کسی چیز میں جیسے کہ بدا ہوا اوسکو
میرے بیٹے اسمٰعیل میں" اسکے یہ معنی ہیں کہ نہیں ظاہر کیا اللہ نے کسی چیز کا حال
اسطرح جیسے کہ ظاہر کیا اوس نے میرے بیٹے اسمٰعیل کا حال اسلئے کہ مجھ سے
پہلے اُسکو موت دیدی تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ میرے بعد امام نہیں ہی

باب اس اعتقاد میں کہ اللہ کے باب میں لڑائی جھگڑا منع ہی

فرمایا شیخ ابو جعفر نے کہ لڑائی اللہ کے باب میں منع ہی اسلئے کہ وہ ایسی باتوں کی

لہ اس فصل میں بدا و ندامت کا انکار ہی اور جس بدا کے قائل ہمارے علما ہیں وہ یہ بدا نہیں ہی
اور اس سے مطلق بدا کا انکار لازم نہیں آتا۔ ۱۲ نجم العلما

طرف پہنچاتی ہی جنکا کرنا لایق نہیں ہی۔ اور امام صادقؑ سے اس آیت کے معنے پوچھے گئے۔ وَاِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی یعنی تیرے رب کی طرف انتہا ہی؀ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ جسوقت کلام کی انتہا اللہ کے باب میں پہونچے تو گفتگو بند کرو؀ اور امام صادقؑ فرماتے تھے کہ ای ابن آدم اگر تیرے دل کو کوئی طائر کہاے تو اُسکا پیٹ نہ بھرے اور اگر تیری آنکھ پر سوئی کا سوراخ رکھدیا جاے تو تیری نگاہ کو ڈھک لے تو پھر تو ایسے دل اور ایسی نگاہ سے یہ چاہتا ہے کہ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت کا حال معلوم کرلے اگر تو سچا ہی تو یہ سورج اللہ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوا ہی اگر تجھ سے ہوسکے تو اپنی آنکھ اوس سے بھیرے پس کیا اللہ ایسا ہی جیسا کہ تو کہتا ہی اور لڑائی تمام امور دین میں منع ہی۔ فرمایا امیر المومنینؑ نے جس نے دین کو لڑائی سے طلب کیا وہ زندیق ہوگیا؀ اور فرمایا امام صادقؑ نے کہ ہلاک ہوتے ہیں اصحاب کلام اور نجات پاتے ہیں اطاعت کرنے والے بیشک جو اطاعت کرنے والے ہیں وہی گروہی ہیں لیکن مخالفوں پر حجت لانا اللہ اور رسولؐ اور ائمہ کے اقوال سے یا اونکے کلام کے معنے بیان کرنے سے اوس شخص کے لیئے جو اونکے کلام کے معنے اچھی طرح سمجھتا ہو جایز ہی۔ اور جو اونکے کلام کے معنے اچھی طرح نہ سمجھے اوس کو مقابل میں منع ہی اور حرام ہی؀ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حجت لاؤ تم آدمیوں کے سامنے میرے کلام سے پس اگر حجت کروگے تم تو حجت کیا گیا میں ہونگا نہ تم؀

اور یہ بھی اونسے مروی ہی کہ حق میں کلام کرنا باطل میں سکوت کرنے سے بہتر ہی؀ اور مروی ہی کہ ابو ہذیل علاف نے ہشام ابن حکم سے کہا کہ میں اس شرط پر تجھ سے مناظرہ کرتا ہوں کہ اگر تو غالب ہو تو میں تیرا مذہب قبول

کروں اور اگر میں تجھپر غالب ہوں تو تو میرے مذہب کی طرف رجوع کرے تو ہشام نے جواب دیا کہ تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا بلکہ میں اس شرط پر مناظرہ کرتا ہوں کہ اگر میں غالب ہوں تو تو میرے مذہب کی طرف رجوع کرے اور اگر تو غالب ہو تو میں اپنے امام کی طرف رجوع کروں۔

باب ۱۲ لوح و قلم کے اعتقاد میں

فرمایا شیخ نے کہ اعتقاد ہمارا لوح وقلم میں یہ ہے کہ وہ دونوں فرشتے ہیں۔

باب ۱۳ کرسی کے اعتقاد میں

کہا شیخ نے کہ اعتقاد ہمارا کرسی میں یہ ہی کہ وہ ایک ایسا ظرف ہی کہ جس میں اللہ کے جمیع مخلوق اور عرش اور آسمان اور زمین اور ہر چیز ہے جو اللہ نے پیدا کی ہی اور کرسی کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ وہ علم ہی اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ "وسع کرسیہ السموات والارض" کے معنے کیا ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ کا علم ہی۔

باب ۱۴ عرش کے اعتقاد میں

کہا شیخ ابو جعفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہ اعتقاد ہمارا عرش میں یہ ہی کہ وہ اٹھانے والا سب مخلوق کا ہی اور دوسرے معنی عرش کے علم ہیں۔ امام صادقؑ سے آیتہ "الرحمن علی العرش استوی" کے معنے پوچھے گئے تو انھوں نے فرمایا کہ برابر ہوا وہ ہر چیز سے نہیں ہی کوئی چیز اقرب اوسکی طرف کسی چیز سے لیکن وہ عرش جو اٹھانے والا سارے مخلوق کا ہے اوٹھانے والے اوسکے آٹھ

فرشتے ہیں ہر فرشتہ کی آٹھ آنکھیں ہیں ہر آنکھ تمام دنیا کی برابر ہی ایک انمیں سے آدمی کی صورت ہی اور تمام بنی آدم کے لیئے رزق کی دعا مانگتا ہے اور ایک اونمیں سے بیل کی صورت ہی اور وہ تمام بہائم کے لیئے رزق کی دعا مانگتا ہی اور ایک اونمیں سے شیر کی صورت ہی اور وہ تمام درندہ جانوروں کے لیئے رزق کی دعا مانگتا ہی اور ایک اُن میں سے مرغ کی صورت ہے وہ تمام پرندوں کے لیئے رزق کی دعا مانگتا ہی۔ وہ فرشتے اسوقت چار ہیں لیکن جب قیامت ہوگی تو آٹھ ہو جائیں گے لیکن وہ عرش جو علم ہے اوس کے اُٹھانے والے چار اولین میں سے ہیں اور چار آخرین میں سے ہیں۔ اوّلین میں سے جو چار ہیں وہ نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور آخرین میں سے جو چار ہیں وہ محمدؐ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسین علیہ السلام ہیں عرش کے اور حاملین عرش کے باب میں آئمہ سے احادیث صحیحہ میں بھی وارد ہی۔ اور یہی آٹھ حاملین ہوئے عرش کے کہ وہ علم ہی اس لیئے کہ ہمارے نبی سے پہلے چار نبی صاحب شریعت تھے نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ و عیسیٰ علیہم السلام اور سب پیغمبروں کو انھیں چاروں سے علوم ملے اور اسکے بعد کو علم محمدؐ اور علیؑ اور حسینؑ و حسنؑ سے اون آئمہ کو پہونچا جو حسینؑ کے بعد تھے۔

باب ۵ جانوں اور روحوں کے اعتقاد میں

شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ ہمارا اعتقاد نفوس میں یہ ہی کہ نفوس یہی روحیں ہیں جنسے حیات قائم ہی اور سب سے پہلے اللہ نے انھیں کو پیدا کیا اس لیئے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ سب سے پہلے جو اللہ نے پیدا کیا وہ نفوس مطہرہ ہیں

ہیں اون سے اپنی توحید کا اقرار کرایا پھر اوسکے بعد تمام اپنی مخلوق کو پیدا کیا
اور روح میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ بقا کے لیئے پیدا ہوئی ہی فنا کے لیئے نہیں پیدا ہوئی
اسلیئے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ تم فنا کے لیئے نہیں پیدا ہوئے ہو بلکہ بقا کے لیئے پیدا ہوئے
ہو اور نہیں انتقال کرتے ہو مگر ایک دار سے دوسرے دار کی طرف اور روحیں
زمین میں بیوطن ہیں اور بدنوں میں قید ہیں اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ جب وہ بدنونکو
چھوڑتی ہیں تو وہ باقی رہتی ہیں کچھہ اونمیں سے آسایش میں رہتی ہیں اور کچھہ
اونمیں سے عذاب میں اوسوقت تک کہ پھر اللہ اپنی قدرت سے اونکو اون کے
بدنوں کی طرف واپس کرے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا
تھا کہ نہیں چڑہتی ہی کوئی چیز آسمان کی طرف مگر وہی جو وہاں سے اوتری ہی"
اور اللہ نے فرمایا ہی کہ اگر ہم چاہتے تو اوسکو اٹھا لیتے بسبب اون آیات کے
جو ہمنے اسکو دی تھیں لیکن وہ ٹھہر گیا زمین کی طرف اور پیرو ہوا اپنی خواہش کا"
پس جو روح ملکوت کی طرف نہیں اوٹھائی گئی وہ دوزخ میں گرنے کے لیئے باقی
رہ جاتی ہی اور یہ اسلیئے ہی کہ جنت کے بھی بہت سے درجات ہیں۔ اور نار
کے بھی بہت سے درکات ہیں اور فرمایا اللہ نے وہ چڑہتے ہیں ملائکہ اور روح
طرف اوسکے" اور فرمایا اللہ نے کہ "بیشک متقی جنتوں اور نہروں میں ہونگے
مقام صدق میں بادشاہ صاحب اقتدار کے پاس" اور فرمایا اللہ نے کہ "جو
لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے اونکو مردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے
پاس رزق پاتے ہیں خوش ہیں" اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ "جو لوگ اللہ
کی راہ میں قتل ہوتے ہیں اونکو مردہ مت کہو" اور نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ "روحوں
کا جدا جدا گروہ ہی جو اونمیں تعارف رکھتی ہیں وہ مل جاتی ہیں اور جو شناسائی
نہیں رکھتی ہیں وہ جدا رہتی ہیں" اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے

فرمایا ہے کہ "بیشک اللہ نے برادری کر دی ہے روحوں میں جب وہ عالم ارواح
میں تھیں بدنوں کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے پس اگر ہمارا قائم اہلبیت
میں سے قائم ہوتا تو وہ اُس بھائی کو میراث دیتا جس کی عالم ارواح میں برادری
ہو گئی تھی اور ولادت کے بھائی کو میراث نہ دیتا" امام صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ "روحیں درمیان آسمان و زمین کے ہوا میں ملاقات کرتی ہیں اور
ایک دوسرے کو پہچان لیتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں پس جب کوئی روح
زمین سے جاتی ہے تو اور روحیں کہتی ہیں اسے ٹھہرنے دو یہ ہول عظیم میں سے
آئی ہے پس اوس سے پوچھتی ہیں فلاں کا کیا حال ہے جب وہ کہتی ہے فلانہ
باقی ہے یعنی زندہ ہے تو امید کرتی ہیں کہ ہم میں آوے گا اور جب وہ
کہتی ہے کہ وہ مر چکا تو کہتی ہیں کہ گر گیا گر گیا گڈھے میں" فرمایا اللہ تعالیٰ
نے "جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ گر گیا گڈھے میں" اور فرمایا
اللہ تعالیٰ نے کہ "جو شخص کہ ہلکے ہونگے اونکے وزن تو ٹھکانا اون کا وہ گڈھا
ہے جہاں گرتے ہیں گڈھے میں اور اے پیغمبر تو کیا جانے کہ وہ کیا چیز ہے
آتش سوزاں ہے۔ اور مثال دنیا اور دنیا والوں کی ایسی ہے کہ جیسے دریا
میں ملاح اور کشتی اور لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ اے میرے بیٹے
دنیا ایک گہرا دریا ہے اُس میں ایک عالم ہلاک ہو چکا ہے تو تو اپنے ایمان
لانے کو اس میں اپنی کشتی بنا اور پرہیزگاری کو اوس میں توشہ بنا اور اللہ کے
توکل کو بادبان بنا پھر اگر تو نجات پاوے تو اللہ کی رحمت سے اور اگر تو ہلاک
ہو جائے تو اپنے گناہوں سے نہ اللہ کی طرف سے۔ اور کٹھن گھڑیاں انسان پر
تین گھڑیاں ہیں جس دن پیدا ہوتا ہے۔ اور جس دن مرتا ہے۔ اور جس دن زندہ ہو کر
اوٹھے گا۔ اور بیشک اللہ نے سلام بھیجا ہے یحییٰ پر انہیں تینوں اوقات میں

چنانچہ اللہ فرماتا ہے "سلام اوس پر جس روز پیدا ہوا اور جس روز
وہ مرے گا اور جس روز زندہ اوٹھایا جاوے گا" اور انھیں ساعتوں میں
سلام بھیجا ہے عیسیٰ نے اپنے اوپر چنانچہ کہا ہے کہ سلام مجھ پر جس دن میں
پیدا ہوا اور جس دن میں مرونگا اور جس دن میں زندہ اُٹھایا جاؤں گا"
اور روح میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ جنس بدن سے نہیں ہے بلکہ وہ دوسری
پیدائش ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا ہے کہ "اُٹھایا ہمنے اوسکو دوسری پیدائش
میں" اور انبیا و رسل اور ائمہ علیہم السلام میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ انھیں پانچ
روحیں ہوتی ہیں روح القدس اور روح الایمان اور روح القوت اور روح
الشہوت اور روح المدرج جس سے قوت ناطقہ وادراک اشیا حاصل ہے
اور مومنین میں چار روحیں ہوتی ہیں۔ روح الایمان۔ روح القوت
روح الشہوت روح المدرج۔ اور کافروں میں اور بہائم میں تین روحیں ہوتی
ہیں۔ روح القوت روح الشہوت روح المدرج۔ اور لیکن یہ اللہ کا فرمانا
کہ "روح کو تجھ سے پوچھتے ہیں کہدے تو کہ امر میرے رب کا ہے" پس بیشک
وہ ایک مخلوق ہے جو جبرئیل اور میکائیل سے بھی بڑی ہے۔ رسول اللہ صلعم
اور ملائکہ اور ائمہ علیہم السلام کے ساتھ تھی اور وہ منجملہ ملکوت سے ہے" اور میں
اس باب میں ایک کتاب تصنیف کروں گا جس میں معانی ان سب جملوں
کی شرح کرونگا۔

باب موت کے اعتقاد میں

کہا شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المومنین علی سے یہ پوچھا گیا تھا کہ ہم سے موت کا
حال بیان کیجیے آپ نے فرمایا کہ ایسے شخص سے بات پوچھی تم نے جو خبردار ہے

دو تین چیزوں میں سے ایک چیز ہی جو بندے پر نازل ہوتی ہے۔ یا تو بشارت
ہے عیش ابد کی۔ یا بشارت ہی عذاب ابد کی۔ یا خوف ڈالنا اور ڈرانا ہے
اور حال نامعلوم ہی۔ کہ وہ کون فرقوں میں سے ہے۔
یا تو ہمارا دوست ہوگا اور ہمارے امر کا مطیع ہوگا تو اوس کو عیش ابد کی
بشارت دیجاتی ہے۔ یا ہمارا دشمن اور ہمارے امر کا مخالف ہوگا اوس کو عذاب
ابد کی بشارت دیجاتی ہے۔ اور لیکن جس کا حال مبہم ہی اور یہ معلوم نہیں
کہ اوس کا کیا حال ہی تو وہ مومن ہی کہ جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہی وہ نہیں
جانتا کہ اُسکا انجام کیا ہوگا خیر اوس کے نامعلوم خوف کے ساتھ پہونچے
آوے گی نہیں ملا دے گا اللہ اوسکو ہمارے دشمنوں میں اور لیکن نکالے
گا اوس کو دوزخ سے ہماری شفاعت سے پس عمل کرو اور اطاعت کرو اور
بھروسہ مت کرو اور اللہ کے عذاب کو تھوڑا مت سمجھو اسلیئے کہ بعض ایسے
ہونگے کہ اونکی شفاعت ہم تین لاکھ برس کے عذاب کے بعد کریں گے"
اور امام حسین علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ "موت کیا چیز ہی جس سے لوگ
ناواقف ہیں" تو اُنھوں نے فرمایا کہ "وہ بڑی خوشی ہی جو مومنین پر آتی ہی
جب وہ دار مصیبت سے عیش ابد کی طرف جاتے ہیں اور بڑی مصیبت ہے
جو کافروں پر آتی ہی جب وہ اپنی جنت سے نار کی طرف جاتے ہیں جو نہ کم
ہوتی ہی نہ ختم ہوتی ہی" اور جب سخت ہوا معاملہ حسینؑ ابن علی علیہ السلام کا
تو اونکے بعضے ساتھیوں نے جو اُنکو دیکھا تو امام کی حالت اپنے خلاف پائی
اس لیئے کہ جب اون لوگوں پر سختی آئی تو اونکے رنگ بدل گئے اور گردن
کی رگیں لرزنے لگیں اور دل اونکے کانپ گئے اور کو کھیں کھنچ گئیں اور
حسین علیہ السلام اور اُنکے بعض خاص لوگ جو تھے اونکی یہہ حالت

ہوئی کہ اون کے رنگ روشن ہو گئے اور تمام اعضا مطمئن ہو گئے اور
اونکے دلوں کو تسکین ہو گئی تو بعض نے بعض سے کہا کہ ان کو دیکھو یہ موت
کی پروا نہیں کرتے تو اُن سے حسینؑ نے فرمایا کہ "اے بزرگوں کی اولاد صبر
کرو موت نہیں ہی مگر ایک پُل ہی کہ جو تمکو مصیبت اور تکلیف سے اوتار کر جنت
وسیع اور عیش دائم میں پہنچا دے گی پس تم میں وہ کون ہے جو اس بات کو
بُرا جانے جو قید خانے سے نکال کر ایوان میں پہونچایا جاوے لیکن یہ
جو تمہارے دشمن ہیں اونکی یہ حالت ہی جیسے کوئی ایوان میں سے نکال کر قید خانہ
اور عذاب درد انگیز میں پہونچایا جاوے میرے باپ نے مجھ سے حدیث
رسول صلعم کی نقل کی ہی کہ "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافروں کی جنت ہی"
اور موت ایک پُل ہی جو مومنین کو اونکے جنتوں میں پہونچاتی ہی اور کافروں کو
اونکے دوزخ میں پہونچاتی ہی نہ میرے باپ نے جھوٹ بولا نہ میں جھوٹ بولتا
ہوں" اور امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ "موت کیا چیز
ہی تو انھوں نے فرمایا کہ مومن کے لیئے ایسی ہی جیسے میلے کپڑے جوؤں
والے اوتارنا یا بیڑیاں اور بھاری طوق توڑنا یا بیڑیاں اور اوسکے بدلے میں
عمدہ اور معطر کپڑے اور تیز سواریاں اور دلچسپ مکان حاصل کرنا اور کافر
کے لیئے ایسی ہی جیسے عمدہ کپڑے اوتارنا اور دلچسپ مکانوں سے نکلنا اور اُسکے
بدلے میں میلے اور گندے کپڑے اور وحشت ناک مکان اور بڑا عذاب حاصل کرنا" اور
امام باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ موت کیا چیز ہی تو اُنھوں نے فرمایا کہ وہ نیند ہی
جو تمکو رات میں آتی ہی مگر اوس نیند کی مدت بہت طویل ہی نہیں جاگیں گے اوس سے
مگر قیامت کے دن پس جو کوئی تم میں سے اپنی نیند میں طرح طرح کی خوشیاں
دیکھے جس کا اندازہ نہ کر سکے اور جو کوئی تم میں سے اپنی نیند میں طرح طرح کی وحشت

دیکھے جن کا اندازہ نہ کرسکے تو کیا حال اوسکی خوشی کا موت میں اور اوسکے خوف کا
اُس میں ہوگا (یعنی اوسکا جو نیند میں خوش ہو اور اُسکا جو کانپ جائے کیا حال ہوگا)
یہی ہی موت تم اُس کے لیئے طیار ہو جاؤ۔
اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ ہم سے موت کا حال
بیان کیجیے تو اُنھوں نے فرمایا کہ "مومن کے لیئے ایسی ہی جیسے اچھی خوشبو سونگھے
اور اوسکی خوشبو سے اونگھ جائے اور تھکن اور الم سب دور ہو جائے اور کافر
کے لیئے ایسی ہی کہ جیسے سانپ بچھو ڈسیں اور کاٹیں اور اس سے بھی سخت پھر
اونسے کہا گیا کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اوسکی سختی امن سے بھی زیادہ ہے
جیسے کوئی آرے سے چیرا جائے اور قینچیوں سے کترا جائے اور پتھروں سے
ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور چکیوں کی کیلی کسیکی آنکھوں میں گھمائی جائے تو امام
نے فرمایا کہ ہاں بعض کافروں اور فاجروں کے لیے موت ایسی ہی ہی کیا تم دیکھتے
نہیں ہو کہ وہ ایسی ہی سختیاں دیکھتے ہیں پس وہ موت ایسی ہی جو اس سے بھی سخت
ہوتی ہی اور وہ عذاب دنیا سے زیادہ سخت ہی تو امامؑ سے پوچھا گیا کہ اسکی کیا
وجہ ہی کہ ہم دیکھتے ہیں کسی کافر کی جانکنی بہت آسان ہو جاتی ہی اور وہ باتیں
کرتا ہوا اور ہنستا ہوا مرجاتا ہی اور مومنین میں بھی بعضے ایسے ہوتے ہیں اور مومن
اور کافروں میں دونوں میں بعضے اسطرح مرتے ہیں کہ اونپر موت کی بہت سختی
نمودار ہوتی ہی تو امامؑ نے فرمایا کہ جس مومن پر راحت ظاہر ہو جاتی ہی اوسکی
وجہ یہ ہی کہ اسکو بہت جلد ثواب ملے گا اور جس مومن پر سختی ہوتی ہی وہ اسلیئے
ہوتی ہی کہ اُسکے گناہ دور ہو جائیں تاکہ آخرت کو پاک طاہر ستھرا مستحق ثواب
بنکر جائے اور وہاں اوس کے لیئے کوئی ثواب کا مانع باقی نہ رہے اور بعضے

لہ نجم العلماء۔

کافروں پر جو موت کے وقت سہولیت ہوجاتی ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ اوس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا ہیں برابر ہوجائے اور آخرت میں اوسکے لیے وہی عمل باقی رہتے ہیں جو سزا دار عذاب بناتے ہیں اور بعض کافروں پر جو اُسوقت سختی ہوتی ہے اونکی نیکیاں ختم ہوکر اللہ کے عذاب کی یہیں سے ابتدا ہوگئی یہ اسلیئے کہ اللہ عادل ہے ظلم نہیں کرتا ہے"

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک شخص کے پاس گئے درحالیکہ سکرات موت میں اُسکو پسینہ آگیا تھا اور پکارنے والوں کو جواب نہیں دیتا تھا لوگوں نے کہا کہ "اے ابن رسول اللہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں یہ معلوم ہوجائے کہ ہمارے اس ساتھی کا کیا حال ہے اور موت کی کیا کیفیت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موت پاک کرنے والی چیز ہے مومنین کو گناہوں سے پاک کرتی ہے اور اُنکی آخری مصیبت اور اونکے گناہوں کا آخری کفارہ یہی ہوتی ہے اور کافروں کو اونکی نیکیوں سے پاک کردیتی ہے اور اونکی آخری لذت اور نعمت اور راحت یہی ہوتی ہے۔ اور آخری ثواب اونکی نیکی کا یہی ہے اور یہ مسکین یہ تمہارا ساتھی گناہوں سے پاک اور برائیوں سے صاف ہوگیا۔ اور ایسا صاف ہوگیا جیسے کپڑہ میل سے صاف ہوجاتا ہے اور دار آخرت میں ہم اہلبیتؑ کی صحبت کے لایق ہوگیا"

اور امام رضا علیہ السلام اپنے اصحاب میں سے ایک شخص بیمار کی عیادت کو گئے آپ نے اوس سے حال پوچھا اوس نے کہا آپکے پیچھے میری موت تھی مراد اوسکی یہ تھی کہ مرض کی بڑی سختی اُٹھائی پھر آپ نے اوس سختی کا حال پوچھا تو اوس نے کہا کہ سخت صدمہ اوٹھایا تو آپ نے فرمایا تو نے موت کو نہیں دیکھا بلکہ ایک صدمہ دیکھا جو موت سے تجھکو ڈراتا تھا اور کچھہ کچھہ حال موت کا بتاتا تھا بیشک آدمیوں کی دو حالتیں ہوتی ہیں ایک وہ شخص ہے کہ اپنی موت سے

اوروں کو راحت دیتا ہی ایک وہ شخص ہی کہ موت سے خود راحت پاتا ہی پس تو از صبر تو ایمان لا اللہ پر اور ولایت پر اور نبوت پر تو ہوے گا تو راحت پانیوالا اوس شخص نے ایسا ہی کیا" اور یہ حدیث بڑی ہی ہم نے بقدر ضرورت نقل کردی۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ "مسلمانوں کا کیا حال ہی جو موت کو برا جانتے ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ وہ موت کی حالت سے ناواقف ہیں اسی لیے اوس کو برا جانتے ہیں۔ اگر وہ اللہ کے سچے دوست ہوں تو البتہ وہ اُس کو دوست رکھیں اور یہ جان لیں کہ دنیا سے اونکے لیئے آخرت بہتر ہی پھر فرمایا کہ اے بندہ خدا کیا وجہ کہ لڑکے اور مجنون ایسی دوا سے انکار کرتے ہیں جو اونکے بدن کو پاک کردے اور بیماری کو کھو دے تو اُس نے کہا کہ وہ دوا کا نفع نہیں جانتے۔ تو امامؑ نے فرمایا کہ قسم ہی اوس خدا کی جس نے محمد کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ جو شخص موت کے لیئے پوری مستعدی سے مستعد ہو جائے اوسکے لیئے موت اس دوا سے بہتر ہی بیشک اگر وہ اُن نعمتوں کو جان لیں جو موت سے حاصل ہونگی تو وہ موت کی خواہش کریں اور اُس سے زیادہ محبت رکھیں جیسے کوئی عقلمند آدمی اپنی بیماریوں کی دوا کرنے اور سلامتیوں کے حاصل کرنے کے لیے دوا کی خواہش رکھتا ہی"

اور علیؑ ابن محمدؐ امام نقی علیہ السلام اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کی عیادت کو گئے وہ روتا تھا اور موت سے ڈرتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ "اے عبداللہ تو موت سے اسلیے ڈرتا ہی کہ تو اوسکو جانتا نہیں تو یہ تو مجھے بتا کہ جب تیرے کپڑے میلے ہو جائیں اور نجاست بہت سی بھر جائے اور میل نجاست کی کثرت سے تجھکو ایذا ہو اور تیرے پھنسیاں نکلیں اور خارش بھی ہو اور

تجھکو یہ معلوم ہوجائے کہ حمام میں غسل کرنے سے تو ان سب بلاؤں سے پاک وصاف ہوجائیگا تو کیا تو ان آفتوں کے زوال کے واسطے حمام میں داخل ہونے کی خواہش نہ کریگا؟ اور غسل نہ کریگا؟ تاکہ دور ہوجائیں تجھہ سے وہ۔ اور تو اُس میں نہ جانے کو بُرا نہیں جانیگا کہ باقی رہ جائیں وہ تجھپر؟ تو اوس نے کہا بیشک اے بیٹے رسول اللہ کے امام نے فرمایا کہ یہی حال موت کا ہی اور وہ آخر اوس صفائی کا ہی جو تیری گناہوں کی صفائی سے باقی ہی جب تو نے موت کو بھگت لیا اور اوس سے گذر گیا تو۔ تو نے ہر رنج اور مصیبت اور ایذا سے نجات پائی اور سرور اور خوشی میں پہونچ گیا یہ سُنکر اوسکو تسکین اور خوشی ہوگئی اور موت پر راضی ہوگیا اور اپنی آنکھیں بند کرلیں اور چلا گیا طرف اپنی راہ کی (یعنی مرگیا)

اور حسنؑ ابن علیؑ امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ موت کیا چیز ہی اُنھوں نے کہا کہ ”وہ ایسی چیز کی تصدیق کرنا ہی جو ظاہر میں نہیں ہوتی ہی بیشک میرے باپ نے اپنے باپ سے اور اُنھوں نے اپنے دادا امام صادقؑ سے نقل کیا ہی۔ کہ مومن جب مرتا ہی مُردہ نہیں ہوتا اور مردہ فقط کافر ہوتا ہی اسلیئے کہ اللہ نے فرمایا ہی کہ ”اللہ نکالتا ہی زندے کو مردے سے اور مردے کو زندے سے“ یعنی مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے“ اور امام نے فرمایا کہ ایک شخص نبی صلعم کے پاس آیا اور اوس نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ میری کیا حالت ہی کہ میں موت کو پسند نہیں کرتا تو آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھہ مال بھی ہی تو اوس نے کہا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو نے اپنے سامنے کچھہ بھیج بھی دیا ہی اوسنے کہا نہیں تو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تو اسی وجہ سے موت کو پسند نہیں کرتا“ اور امامؑ نے فرمایا کہ ”وہ ایک شخص ابوذر کے پاس آیا اور اوسنے کہا کہ کیا وجہ ہی

ہم موت کو برا جانتے ہیں تو ابو ذر نے کہا کہ تم نے دنیا کو آباد کیا ہے اور آخرت کو خراب کیا ہے پس تم اس آبادی سے اوس خرابی کی طرف جانا ناپسند کرتے ہو"

اور ابو ذرؓ سے پوچھا گیا تھا کہ "جب ہم اللہ کے سامنے جائیں گے تو ہمارا کیا حال ہوگا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ جو شخص نیک ہے وہ اسطرح جائیگا جیسے کوئی مسافر اپنے گھر والوں میں آتا ہے۔ اور جو بدکار ہے وہ اسطرح جائے گا جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام اپنے مالک کے پاس آتا ہے۔ درحالیکہ اپنے مالک سے اوسکو خوف ہوتا ہے"

لوگوں نے پوچھا کہ "اللہ کے نزدیک ہماری حالت کیا ہے تو اُنھوں نے جواب دیا کہ تم اپنے اعمال کو قرآن سے مطابق کرکے دیکھو اس لیے کہ اللہ نے کہا ہے کہ "نیک لوگ نعمتوں میں ہونگے اور بدکار دوزخ میں" تو اوس شخص نے کہا کہ اللہ کی رحمت کہاں ہے تو اُنھوں نے جواب دیا کہ اللہ کی رحمت قریب ہے نیکوں سے"

باب سوال قبر کے اعتقاد میں

شیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارا اعتقاد سوال قبر میں یہ ہے کہ وہ حق ہے ضرور ہوگا جو ٹھیک جواب دیگا اوس کی قبر میں راحت اور بوئے خوش ہوگی اور آخرت میں عیش کی جنت ملے گی اور جو ٹھیک جواب نہ دے گا اوس کو قبر میں بھی آگ کا عذاب ہوگا اور آخرت میں جہنم میں پہونچے گا اور اکثر عذاب قبر چغل خوری اور بدخلقی اور پیشاب سے بچنے کو سبک جاننے پر ہوتا ہے۔ اور جو مومن اہل حق ہوتا ہے اوس پر سخت سے سخت قبر کا عذاب ایسا ہوتا ہے جیسے

آنکھ کا پھڑکنا یا پچھنے لگانا اور جو گناہ اوسکے ایسے باقی رہ گئے ہیں کہ دنیا کے رنج
وغم اور امراض اور جانکنی کی سختی میں بھی اونکا کفارہ نہیں ہوا اوس کا کفارہ
اس عذاب سے ہو جاتا ہی۔ بیشک رسول اللہ نے فاطمہ بنت اسد کو جو
امیر المومنین علی علیہ السلام کی ماں تھیں جب عورتیں اونکے غسل سے فارغ
ہو چکیں تو اپنی قمیص کا کفن دیا اور اونکا جنازہ اپنے کندھے پر اوٹھایا اور
اوسوقت تک اونکے جنازہ کے پیچھے تھے جب تک اون کو قبر میں اوتارا
پھر رسول اللہ صلعم اونکی قبر مین لیٹے۔ پھر کھڑے ہوئے پھر اونکو اپنے دونون ہاتھو
میں لیا اور قبر میں رکھا پھر رسول اللہ صلعم اونکی طرف کو جھکے اور دیر تک اونسے
چپکے چپکے باتیں کرتے رہے اور یہ کہتے تھے کہ بیٹا تیرا بیٹا تیرا۔ پھر
رسول اللہ صلعم نکلے۔ اور اوسپر مٹی ڈالی پھر اونکی قبر کیطرف جھکے اور لوگون نے
سُنا کہ آپ یہ فرماتے تھے لا الہ الا اللہ اے اللہ میں اسکو تیرے سپرد کرتا ہوں
پھر آپ وہاں سے واپس ہوئے تو مسلمانوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم نے
دیکھا کہ آج آپ نے ایسے کام کیئے جو آج کے دن کے پہلے کبھی نہین کیئے رسول
نے فرمایا کہ ابوطالبؑ کا حسن سلوک جو میرے ساتھ تھا وہ مجھسے آج چھوٹا
اسلیئے کہ فاطمہؑ کی یہ حالت تھی کہ جو چیز اوسکے پاس ہوتی تھی اُس میں وہ اپنے
ذات پر اور اپنی اولاد پر مجھکو ترجیح دیتی تھی اور میں نے ایک دن روز قیامت
کا ذکر کیا اور یہ بیان کیا کہ قیامت کے روز لوگ ننگے اوٹھیں گے تو فاطمہؑ
نے کہا کہ ہائے میری بے ستری تو میں اوسکے لیے ضامن ہو گیا تھا کہ اللہ
اوسکو ایسی حالت میں اوٹھاویگا کہ لباس پہنے ہوئے ہو گی۔ اور میں نے
ضغطہ قبر کا ذکر کیا تھا تو اوس نے کہا ہائے ضعف میرا میں اوس کے لیئے
ضامن ہو گیا تھا کہ اللہ اوسکو ضغطہ قبر سے بچا دے گا اسلئے میں نے اُسکو

اپنی قمیص کا کفن دیا اور اوسکی قبر میں لیٹا اور میں نے اوسکی طرف جھک کر جو سوال اوس سے کیئے جائیں گے اونکی تلقین کی آور اوس سے پوچھا گیا کہ تیرا رب کون ہی تو اوس نے کہا اللہ میرا رب ہی آور اوس سے نبی کا سوال کیا گیا تو اوس نے جواب دیا کہ محمد میرے نبی ہیں آور اوس سے پوچھا گیا تھا کہ تیرا ولی اور امام کون ہی اوسپر اوسکی زبان بند ہوئی اور اوس نے کچھہ توقف کیا تو میں نے اوس سے کہا کہ تیرا بیٹا تیرا بیٹا تو اوس نے جواب دیا کہ میرا بیٹا میرا امام ہی پس وہ دونوں فرشتے اوس کے پاس سے پھر گئے اور اون دونوں نے کہا کہ ہمکو تجہپر کچھہ قابو نہیں ہی تو اسطرح سو جا جیسے کہ عروس اپنے حجلہ میں سوتی ہی پھر وہ دوبارہ مر گئی اور تصدیق اسکی اللہ کی کتاب میں موجود ہی ذ اللہ نے فرمایا ہی کہ قیامت کو اہل دوزخ یوں کہیں گے اکہ "ای رب تو نے ہمکو موت دی دُو بار اور زندہ کیا دُو بار پس ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں کیا اب بھی کوئی ایسی سبیل ہی جو ہم یہاں سے نکلیں "

باب ۱۸ اعتقاد رجعت میں

شیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ رجعت میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ حق ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہی کیا نہیں دیکھا تو نے اون لوگوں کو جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت سے بچنے کے لیئے تو اللہ نے اونکو حکم کیا کہ تم مر جاؤ پھر اونکو زندہ کیا " یہ لوگ ستر ہزار گھروں کے آدمی تھے اور اون میں ہر سال وبا آیا کرتی تھی تو جو دولتمند تھے وہ نکل جایا کرتے تھے اس لیے کہ اونکے پاس سامان ہوتا تھا اور فقرا بے سامانی کی وجہ سے رہ جاتے تھے تو نکل جانے والوں میں وبا کم ہوتی تھی اور رہ جانے والونمیں زیادہ

ہوتی تھی تو رہجانے والے کہتے کہ اگر ہم بھی نکل جاتے تو ہمپر کبھی وبا نہ آتی اور
نکل جانے والے کہتے تھے کہ اگر ہم بھی رہ جاتے تو اونکی طرح ہمکو بھی مصیبت
پہونچتی پھر ایک مرتبہ سب نے اتفاق کیا کہ جب وبا کا وقت آوے تو سب
اپنے اپنے گھروں سے نکل جائیں چنانچہ وہ نکلکر ایک دریا کے کنارے پر اُترے
جب اُنھوں نے اپنا سامان رکھا تو اللہ نے ندا کی کہ تم سب مرجاؤ چنانچہ
وہ سب مرگئے اور راستہ چلنے والوں نے اونکی لاشیں رستے سے الگ پھینکدیں
اور اسیطرح وہ پڑے رہے جبتک اللہ نے چاہا پھر بنی اسرائیل کے ایک نبی
اُنپر گذرے جنکا نام آرمیا تھا اُنھوں نے کہا کہ اے رب اگر تو چاہے تو اُنکو زندہ
کردے تاکہ تیرے شہروں کو آباد کریں اور تیرے بندونکی ولادت کا ذریعہ ہوں
اور تیرے عبادت کرنے والوں کے ساتھ ملکر تیری عبادت کریں تو اللہ نے
اُن نبی کے پاس وحی بھیجی کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ ہم اُنکو تیرے لیے زندہ کردیں
اُنھوں نے کہا کہ ہاں اے اللہ میں یہی چاہتا ہوں چنانچہ اللہ نے اُنکو اُس
نبی کے لیے زندہ کردیا اور اُسکے ساتھ بھیجدیا پس وہ لوگ مرگئے تھے اور
دُنیا کی طرف واپس ہوئے اور پھر اپنی موت سے مرے۔
اور فرمایا اللہ تعالی نے " یا مثل اُس شخص کے جو گذرا ایک بستی پر اور وہ
اوندھے پڑے ہوئے تھے اپنی چھتوں پر اُسنے کہا کہاں زندہ کریگا اللہ اُسکو
اُسکی موت کے بعد تو پس موت دی اُسکو اللہ نے سو برس تک پھر اوسکو
اُٹھایا اور پوچھا تو کتنے دنوں ٹھیرا اُسنے کہا رہا میں ایکدن یا کچھ کم اللہ نے کہا
بلکہ رہا تو سو برس دیکھ تو اپنی کھانے اور پانی کو کہ وہ نہیں سڑا اور دیکھ اپنے
گدھے کو اور کرینگے ہم تجھکو نشانی آدمیوں کے لیے اور دیکھ ہڈیوں کو کیونکر
اُٹھاتے ہیں ہم اُنکو پھر چڑھاتے ہیں ہم اوپر گوشت اور جبکہ ظاہر ہوا

اُسپر تو اُس نے کہا میں جانتا ہوں بیشک اللہ ہر شی پر قادر ہی" پس یہ شخص مرا رہا سو برس پھر دُنیا میں آیا اور کچھ دنوں زندہ رہا پھر اپنی موت سے مرا اور وہ عزیر تھے اور ایک روایت میں ہی کہ وہ ارمیا تھے اور فرمایا اللہ تعالی نے اُن لوگوں کے حق میں جو بنی اسرائیل میں سے اللہ کے وعدے کی بموجب حضرت موسیٰؑ کے ساتھ جانے کے لیے منتخب کئے گئے تھے "پھر اُٹھایا ہم نے تمکو تمہاری موت کے بعد تاکہ تم شکر کرو" اور یہ اسلئے تھا کہ جب اُنھوں نے اللہ کا کلام سُنا تو اُنھوں نے کہا ہم اسکو نہیں مانتے جب تک ظاہر میں اللہ کو نہ دیکھ لیں تو اُنپر اُنکے ظلم کی وجہ سے بجلیاں گر پڑیں اور وہ مر گئے تو موسیٰؑ نے کہا کہ میں بنی اسرائیل سے کیا کہونگا جب اونکے پاس جاؤنگا پس اللہ نے اُنکو زندہ کر دیا اور وہ دنیا میں آ گئے اور اُنھوں نے کھایا اور پیا اور عورتوں سے نکاح کیا اور اُنکے اولاد ہوئی اور ایک مدت تک دنیا میں رہے پھر اپنے وقتوں پر مرے۔ اور اللہ نے فرمایا ہی "ای عیسیٰؑ مریم کے بیٹے جبکہ تو مُردوں کو میرے حکم سے زندہ کرتا تھا" تو جتنے مُردے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے زندہ کئے وہ دُنیا میں واپس آئے اور باقی رہے جب تک رہے اور پھر مرے اپنے اوقات پر۔

اور اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو سے نو برس زیادہ رہے پھر اُنکو اللہ نے دنیا پر بھیجا تاکہ وہ اپنا قصہ بیان کر دیں اور اونکا قصہ مشہور ہی اب اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ نے اُنکے حق میں یہ کہا ہی "اور تو اونکو بیدار سمجھیگا اور وہ سو رہے ہیں" تو کہا جاویگا کہ وہ درحقیقت مُردہ تھے۔ اور اللہ نے کہا ہی کہ۔ (قیامت کے روز کافر یوں کہیں گے)۔ ہائے کس نے اُٹھا دیا ہمکو ہماری خوابگاہوں سے یہ وہی ہی جو اللہ نے وعدہ کیا تھا اور سچے تھے رسول"

پس اگرچہ اُنھوں نے ایسا کہا لیکن درحقیقت وہ مُردہ تھے اور مثل اسکی بہت ہی تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ پہلی اُمتوں میں رجعت ہوئی ہی اور نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ ”وہ اس اُمت میں بھی وہ ہوگا جو پہلی اُمتوں میں ہوچکا ہی یہاں تک کہ جیسے ایک جوتی دوسری جوتی کے مطابق ہوتی ہی اور ایک پر تیر دوسرے پر تیر سے مطابق ہوتا ہی“ پس اس قاعدے کے بموجب ضرور ہی کہ اس اُمت میں بھی رجعت ہو۔ اور ہمارے مخالفوں نے یہ نقل کیا ہی کہ جب مہدی علیہ السلام نکلیں گے تو عیسیٰ بن مریم بھی آسمان سے اُترینگے اور امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھینگے اور نزول اُنکا دنیا کی طرف موت کے بعد ہوگا۔ اسلیئے کہ اللہ نے کہا ہی کہ ”میں تیرا مارنیوالا ہوں اور تجھکو اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں“ اور فرمایا اللہ نے ”ہمیں اُٹھاوینگے ہم اُنکو اور نہ چھوڑیں گے اُنمیں سے کسی کو“ اور نیز فرمایا اللہ نے ”اور جسدن اُٹھا دیں گے ہم ہر اُمت سے فوج پس جو کوئی جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو“ تو وہ دن جس میں سب اُٹھائے جاینگے غیر ہی اُس دن کا جس میں فوج اُٹھائی جائیگی۔ اور فرمایا اللہ نے ”اور قسم کھائی اُنھوں نے پکّی قسمیں اپنی کہ نہیں اُٹھائیگا اللہ مردوں کو ہاں اللہ کا وعدہ سچا ہی اور اکثر آدمی نہیں جانتے“ اس آیت میں رجعت کے زمانہ کا اُٹھانا مراد ہی اور دلیل اسکی یہ ہی کہ اسکے بعد اللہ نے یہ کہا ہی ”تاکہ کھُل جائے اُنکے لیئے وہ چیز جسمیں وہ اختلاف کرتے تھے“ اور یہ کھُل جانا دُنیا میں ہوگا نہ آخرت میں اور میں عنقریب مسئلہ رجعت میں ایک کتاب لکھوں گا اُس میں اُسکی کیفیت اور اُسکے وقوع کی صحت انشاء اللہ ثابت کرونگا اور تناسخ کا قول باطل ہی اور جو شخص تناسخ کا اعتقاد رکھے وہ کافر ہی اسلیے کہ تناسخ کی صورت میں جنت اور نار کا انکار ہی۔

باب۱۹ اس اعتقاد میں کہ موت کے بعد پھر اُٹھیں گے

کہا شیخ ابو جعفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہ ہمارا اعتقاد موت کے بعد اُٹھنے میں یہ ہی کہ وہ حق ہی نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ ای اولاد عبد المطلب منزل کا پتہ بتانے والا اپنے ساتھیوں سے جھوٹ نہیں بولتا ہی قسم ہی اُس ذات کی جسنے مجھے سچا نبی بناکر بھیجا ہی البتہ مروگے تم جیسے کہ تم سوتے ہوا ور البتہ اُٹھائے جاؤگے تم جیسے کہ جاگتے ہو تم اور موت کے بعد نہیں ہی کوئی گھر مگر جنت اور نار اور تمام خلق کو پیدا کرنا اور اُٹھانا اللہ کے نزدیک ایسا ہی جیسے کہ ایک جان کا پیدا کرنا اور یہی اللہ کے اس قول کا مطلب ہی کہ وہ نہیں پیدا کیا تمکو اور نہیں اُٹھایا تمکو مگر مثل ایک جان کی ؎

باب۲۰ حوض کے اعتقاد میں

کہا شیخ ابو جعفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہ حوض میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ حق ہی عرض اُسکا اتنا ہوگا جیسے ایلہ سے صفا اور وہ نبی صلعم کے لیے ہوگا اور اُسمیں آب خورے اتنے ہونگے جتنے آسمان کے تارے اور ساقی اُسپر قیامت کے دن امیر المومنین علی بن ابیطالب ہونگے وہ اپنے دوستوں کو پلائینگے اور اپنے دشمنوں کو نکال دینگے جو اُس سے ایک گھونٹ پیے گا پھر وہ پیاسا نہ ہوگا اور نبی صلعم نے فرمایا کہ البتہ ٹھیرنگی ایک قوم میرے اصحاب کی مجھسے جدا اور میں حوض پر ہونگا اور وہ بائیں جانب سے پکڑے جائینگے میں پکارونگا کہ ای رب یہ میرے اصحاب ہیں تو کہا جاویگا مجھسے کہ تو نہیں جانتا ہی کہ اُنھوں نے تیرے بعد کیا احداث کیا ؎

؎ اہل سنت کے یہاں صحیح بخاری اور ترمذی میں بھی بکثرت احادیث اس حدیث کی تائید میں ہیں ۱۲

باب ۲۱ شفاعت کے اعتقاد میں

کہا شیخ ابوجعفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہ اعتقاد ہمارا شفاعت میں یہ ہے کہ وہ اُسکے لیئے ہوگی جسکا دین پسندیدہ ہو کبیرہ گناہوں کے لیئے بھی ہوگی اور صغیرہ کے لیئے بھی اور لیکن جنھوں نے گناہوں سے توبہ کرلی ہوگی وہ شفاعت کے محتاج نہ ہونگے اور نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری شفاعت پر ایمان نہ لائے اللہ اُسکو میری شفاعت نہ پہنچائے " اور نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ توبہ سے بہتر کوئی شفیع نہیں " اور شفاعت انبیا بھی کریں گے اور اوصیا بھی کریں گے اور مومنین میں سے بعض ایسے بھی ہونگے جو اتنے آدمیوں کی شفاعت کریں گے جیسے قبیلہ ربیعہ اور مضر۔ اور کم سے کم مرتبہ کا مومن تیس ۳۰ ہزار کی شفاعت کریگا اور شفاعت اُنکی نہ ہوگی جو شک و شرک رکھتے ہوں یا کافر اور منکر ہوں بلکہ اُن گناہگاروں کی ہوگی جو اہل توحید سے ہوں گے "

باب ۲۲ وعدہ وعید کے اعتقاد میں

شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وعدہ اور وعید میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جس کام پر اللہ نے ثواب کا وعدہ کیا ہے اُسکو پورا کریگا اور جسپر عذاب کا وعدہ کیا ہے اُس میں اُسکو اختیار ہے کہ اگر عذاب کرے تو اُسکا عدل ہے اور اگر معاف کردے تو اُسکا فضل ہے اور نہیں ہے تیرا رب ظلم کرنیوالا بندوں پر۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ " اللہ نہیں بخشتا ہے جو شرک رکھے ساتھہ اُس کے " اور اس کے علاوہ اور گناہونکو جسکے لیے چاہے بخشدیتا ہے۔

باب۲۳ اس اعتقاد میں جو بندوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں

شیخ نے کہا ہی کہ اسمیں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ ہر بندے کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہیں جو اُسکے تمام اعمال لکھتے ہیں جو نیکی کا ارادہ کرتا ہی اوس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہی اور اگر اُس ارادہ پر عمل کر لیتا ہی تو اوسکے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر کوئی بُرائی کا ارادہ کرتا ہی تو اوسپر کچھ نہیں لکھا جاتا جب تک کہ وہ اوسپر عمل نہ کرے اور اگر عمل کر لیا تو سات گھنٹے کی مہلت دیجاتی ہی اگر اُسمیں توبہ کر لی تو کچھ نہیں لکھا جاتا اور اگر توبہ نہ کی تو ایک بُرائی لکھی جاتی ہی اور دونوں فرشتے بندے کا ہر کام لکھتے ہیں یہانتک کہ اگر وہ راکھ میں پھونک مارے تو وہ اوسکو بھی لکھتے ہیں۔ اور اللہ نے کہا ہی اور بیشک تمپر محافظ ہیں بیدھڑک لکھنے والے جانتے ہیں جو تم کرتے ہو ؎

اور امیر المومنین علی علیہ السلام ایک شخص کے پاس ہو کر گذرے اور وہ فضول باتیں کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ای شخص یہ کیا حرکت ہی تو اپنے فرشتوں سے ایک کتاب لکھوا رہا ہی جو تیرے رب کے سامنے پیش ہوگی کام کی باتیں کر اور بیکار باتیں چھوڑ ؎

اور علی علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مسلمان جبتک خاموش رہتا ہی نیک لکھا جاتا ہی اور جب باتیں کرتا ہی تو یا نیک لکھا جاتا ہی یا بد اور فرشتوں کا مقام انسان کی دونوں گردن کی رگیں ہیں اور دائیں طرف کا نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں طرف کا برائیاں لکھتا ہی دن کے فرشتے دن کا عمل بندے کا اور رات کے فرشتے رات کا عمل لکھتے ہیں ؎

باب ۲۴ عدل کے اعتقاد میں

شیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو عدل کا حکم کیا ہے اور معاملہ ہمارے ساتھ ایسے احسان سے کیا جو عدل سے بڑھکر ہے اور وہ اُسکا فضل ہے اور یہ اسلئے کہ اللہ فرماتا ہے کہ ”جو ایک نیکی کریگا اُسکو اُسکے مثل دس اجر ملیں گے اور جو گناہ کرے اُسکا عذاب اُسی کے برابر ہوگا اور بندوں پر ظلم نہ ہوگا“ اور عدل یہ ہے کہ نیکی کا ثواب نیکی کے ساتھ دے نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص جنت میں اپنے عمل سے داخل نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ کی رحمت سے داخل ہونگے !!

باب ۲۵ اعراف کے اعتقاد میں

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اعراف میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ جنت اور دوزخ کے درمیان میں ایک احاطہ ہے اور اُسپر کچھ آدمی ہونگے کہ ہر شخص کو اُسکی علامت سے پہچان لیں گے اور وہ آدمی نبی صلعم اور اُنکے اوصیاء ہونگے اور کوئی شخص جنت میں نہیں داخل ہوگا مگر وہ جو اُنکو جانتا ہو اور وہ اُسکو جانتے ہوں اور نہیں داخل ہوگا دوزخ میں کوئی شخص مگر وہ جو اُنکو نہ پہچانتا ہو اور نہ وہ اُنکو پہچانتے ہوں اور اعراف کے پاس وہ لوگ ہونگے جو اللہ کے حکم کے امیدوار رہیں کہ اونپر عذاب کرتا ہے یا اُنکی توبہ قبول کرتا ہے۔

باب ۲۶ صراط کے اعتقاد میں

شیخ ابو جعفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ صراط میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ حق ہی
اور وہ جہنم کا پل ہی تمام خلق اُسپر سے گذرے گی اللہ نے فرمایا ہی کہ "
نہیں ہی کوئی تم میں کا مگر اوسپر وارد ہونے والا ہی اس کام کا پورا کرنا تیری
رب نے قطعی مقرر کر لیا ہی " اور صراط دوسرے معنی کی رُو سے یہ ہی کہ وہ اللہ
کی حجتوں کا نام ہی جو شخص اونکو دنیا میں پہچان لیگا اور اُنکی اطاعت کریگا
اللہ اُسکو قیامت کے روز جو حسرت اور ندامت کا دن ہوگا اوس صراط
سے اوتار دیگا جو جہنم کا پُل ہی۔ آور نبی صلعم نے علی سے فرمایا تھا
کہ ای علی جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اور تم اور جبرئیل صراط پر
بیٹھیں گے اور نہیں گذرے گا صراط پر مگر وہ شخص جس کے پاس تیری
ولایت کی سند ہوگی "

باب ۲۳ اُن گھاٹیونکی اعتقاد میں جو محشر کے راستہ میں ہونگی

شیخ ابو جعفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ ان گھاٹیوں میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ
انمیں سے ہر ایک گھاٹی کا نام جدا جدا ہی کسی کا نام فرض اور کسی کا امر
ہی کسی کا نام نہی ہی جب انسان اُس گھاٹی پر پہونچیگا جس کا نام فرض ہی
اور اُسکے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کی ہوگی تو وہاں روکا جاویگا اور
اللہ کے حق کا اُس سے مطالبہ کیا جائیگا اور اگر کسی امر صالح کی وجہ سے
جو اُس نے پہلے کیا تھا وہاں سے نکلا یا اللہ کی رحمت نے اُسکی تلافی
کر دی تو دوسری گھاٹی تک اُسکو نجات ملیگی اسیطرح ہر ہر گھاٹی پر
روکا جائیگا جس جس سے مراد سے اُس عقبہ کا نام ہی اور اُسکے حقوق میں جو کمی
کی ہوگی اُس سے اوس کا مطالبہ کیا جائے گا جب سب گھاٹیوں سے سلامت

نکل جاویگا تب دار البقا میں پہونچے گا پھر اُسکو ایسی حیات ملیگی جسکے بعد وہ کبھی نہ مریگا اور ایسی سعادت ملیگی جس کے بعد کبھی شقاوت نہ ہوگی اور اللہ کے قرب میں نبیوں اور حجتوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ رہیگا اور اگر کسی گھاٹی میں رُک گیا اور وہاں کے مطالبہ سے کسی عمل صالح یا اللہ کی رحمت کی وجہ سے نجات نہ ملی تو اُسکا پاؤں اُس گھاٹی پر سے پھسل جاویگا اور وہ جہنم میں گریگا نعوذ باللہ منہا۔ اور یہ کل گھاٹیاں صراط پر ہیں اونمیں سے ایک گھاٹی کا نام ولایت ہی کل خلق اُسکے پاس رُوکی جائیگی۔ اور امیر المومنین اور اُنکے بعد آئمہ علیہم السلام کی ولایت کا سوال ہوگا جسکو ولایت حاصل ہوگی وہ نجات پائیگا اور جسکو نہوگی وہ اُسمیں گریگا یہی ہی قول اللہ تعالیٰ کا ”بیشک تیرا رب گھات میں ہی“ اور اللہ نے کہا ہی کہ ”ٹھیراؤ اُنکو بیشک وہ سوال کیئے جائیں گے“ اور ایک گھاٹی کا نام اُسمیں سے مرصاد ہی اور وہ قول اللہ میں ہی ”تحقیق پروردگار تیرا ہر آئینہ مرصاد (گذرگاہ) میں ہی“ اور اللہ فرماتا ہی کہ ”قسم ہی مجھکو اپنی عزت اور جلال کی کہ نہیں گذرنے دونگا میں کسی ظالم کے ظلم کو“ اور اسمیں سے ایک گھاٹی کا نام رحم ہی اور ایک گھاٹی کا نام امانت ہی اور ایک گھاٹی کا نام نماز ہی اور ہر فرض یا امر یا نہی کے نام کی ایک گھاٹی ہی کہ اُس کے پاس بندہ روکا جائیگا اور ہر ایک کا سوال ہوگا“

باب ۳۸ حساب اور میزان کی اعتقاد میں

شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ حساب میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ حق ہی کچھ لوگوں کا حساب ایسا ہوگا کہ اُسکا اہتمام اللہ خود کریگا اور کچھ

حساب ایسا ہوگا کہ جو لوگ حجت اللہ ہیں وہ اُس کا اہتمام کریں گے پس
انبیاء اور آئمہ کا حساب اللہ کریگا اور ہر نبی اپنے اوصیا کا حساب کرینگے
اور اوصیا اُمتوں کا حساب کریں گے اور اللہ انبیاء اور رسولوں کا گواہ ہوگا
اور رسول اوصیاء پر گواہ ہونگے اور اوصیاء سب آدمیوں پر گواہ ہونگے
اور یہی ہے اللہ کا قول "کیا حال ہوگا جبکہ لاویں گے ہم ہر اُمت سے گواہ
اور لاویں گے تجھکو اُن سب پر گواہ" اور اللہ نے فرمایا ہے "کیا جو شخص کہ
ہووے اوپر دلیل کے اپنے رب کی طرف سے اور اسکے پیچھے ہو ایک گواہ
اللہ کی طرف سے" ایک گواہ سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں" اور
اللہ نے فرمایا ہے "بیشک ہماری طرف انکا رجوع ہے پھر ہمپر انکا حساب لینا ہے"
اور صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے "اور رکھیں
گے ہم میزانیں انصاف کے ساتھ قیامت کے دن تو نہیں ظلم کیا جاویگا
کسی نفس پر ذرا بھی" اس سے کیا مراد ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ
میزانیں انبیاء اور اوصیاء ہیں" اور مخلوق میں سے بعض شخص ایسے بھی
ہونگے کہ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوجائیں گے لیکن سوال سب سے ہوگا
اسلیئے کہ اللہ نے فرمایا ہے "البتہ ہم سوال کریں گے اونسے جنکی طرف رسول بھیجے
گئے ہیں اور البتہ سوال کرینگے ہم رسولوں سے" مراد یہ ہے کہ دین کا سوال
کریں گے لیکن گناہ کا سوال اُس سے ہوگا جس سے حساب لیا جائیگا۔ اور اللہ
نے فرمایا ہے "اُسدن نہیں سوال کیا جائیگا اپنے گناہ سے نہ کوئی آدمی نہ کوئی
جن" مراد یہ ہے کہ نبی اور آئمہ علیہ السلام کے جو خاص دوست ہیں اونسے
سوال نہ ہوگا اونکے غیر کے لیئے یہ حکم نہیں ہے۔ اس آیت کی تفسیر یہی اور
ہے اور جس سے حساب کیا جاویگا اُسپر ضرور عذاب ہوگا گو طول وقوف

ہی ہی۔ اور کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے نار سے نجات نہ پائے گا اور
جنت میں داخل نہ ہوگا مگر اللہ کی رحمت سے۔ اور اللہ خطاب کرے گا
اولین و آخرین سے اُنکے عمل کے قبل حساب کا ایک خطاب میں۔ اوس سے
ہر شخص اپنا حکم سن لیگا نہ غیر۔ اور ہر شخص کو یہی گمان ہوگا کہ یہ خطاب
مجھی سے ہی نہ کسی اور سے۔ اور نہ غافل کریگا اللہ تعالی کو ایک خطاب
کسی دوسرے خطاب سے۔ اور اولین و آخرین کے حساب سے نصف
ساعت میں فارغ ہوجائیگا۔ اور ساعت سے یہی دنیا کی ساعت مراد ہی۔ اور
اللہ نکالیگا ہر آدمی کے لیئے ایک تحریر لکھی ہوئی جو شامل ہوگی جدا گانہ کو
بتا دیگی اُنکو اُسکے سب اعمال۔ نہ کوئی صغیرہ چھوڑیگی نہ کبیرہ مگر اُس میں
سب کچھ ہوگا۔ اور اُسی کتاب کو اللہ اوسکے نفس کا محاسب اور حاکم بنادیگا
اور اُس سے کہا جائیگا کہ تو اپنی کتاب کو پڑھ آج یہی تیرے نفس پر حساب
کرنیکے لیئے کافی ہی۔ اور اللہ ایک قوم کے لوگوں کے موہوں پر مُہریں لگا
دیگا اور اُنکے ہاتھ اور پاؤں اور تمام اعضا اُن اعمال کی گواہی دینگے
جنکو وہ چھپاتے تھے اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے کہ تمنے ہمپر کیوں گواہی
دی۔ وہ کہیں گے کہ اُسی اللہ نے ہمکو گویا کردیا جس نے ہر چیز کو گویا کیا ہی
اور اُس نے تمکو اول بار پیدا کیا تھا اور اُسکی طرف تم رجوع کیے جاؤ گے
اور تم اپنے اعمال کو اُس سے نہیں چھپاتے تھے کہ تمپر تمہاری سماعت اور
بصارت اور چمڑے گواہی دینگے لیکن تم نے یہ سمجھا تھا کہ اللہ کو تمہاری اکثر
اعمال کی خبر نہیں ہوتی ۔

اور میں کیفیت وقوع حساب کی انشاء اللہ کتاب حقیقت المعاد
میں لکھونگا۔

باب ۴۴ جنت اور نار کے اعتقاد میں

شیخ ابو جعفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ جنت میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ بقا اور سلامتی کا گھر ہی۔ نہ اُسمیں موت ہوگی۔ نہ بڑھاپا ہوگا۔ نہ سقم ہوگا۔ نہ مرض ہوگا اور نہ آفت ہوگی۔ نہ زوال ہوگا۔ نہ ہاتھ پاؤں کی بیکاری ہوگی نہ ہم ہوگا نہ غم ہوگا۔ اور نہ حاجت ہوگی۔ نہ فقر ہوگا۔ اور وہ غنا۔ اور سعادت۔ اور مرتبہ اور کرامت کا گھر ہی۔ نہ وہاں کے لوگوں کو تھکن ہوگی۔ اور نہ ماندگی۔ اور انکی لیئے سب چیزیں ہونگی جنکو انکا نفس چاہے اور آنکھوں کو لذت ملے اور وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے اور اُس گھر کے رہنے والے اللہ کے پڑوسی اور دوست اوسکے ومحبوب اُسکے اور کرامت والے ہونگے اور اُنکے مراتب مختلف ہونگے بعضوں کو اسطرح پر لذت ملے گی کہ وہ ملائکہ میں شامل ہوکر اللہ کی تقدیس اور تسبیح وتکبیر کے ساتھ مصروف ہونگے اور بعضے اس طرح نعمت پائیں گے کہ اُنکو طرح طرح کے کھانے اور پینے کی چیزیں اور میوہ جات اور تخت اور حوریں اور خدمت کے لیے ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے رہیں گے اور بیٹھنے کو قالین اور مسندیں اور ریشمین لباس ملیں گے ہر ایک ان میں سے اپنی خواہش کے موافق لذت پائیگا اور جس چیز کو اُسکا جی چاہے گا وہی اللہ کے پاس سے ملے گی۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ آدمی اللہ کی عبادت تین طرح کرتے ہیں۔ ایک قسم کے لوگ وہ ہیں جو جنت کے شوق اور ثواب کی اُمید میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں یہ عبادت خادموں کی ہی اور ایک قسم کے لوگ وہ ہیں کہ جو اُسکے عذاب کے خوف سے عبادت کرتے ہیں یہ عبادت

غلاموں کی ہی اور ایک قسم کے لوگ وہ ہیں کہ جو اللہ کی محبت سے اوسکی
عبادت کرتے ہیں یہ عبادت بزرگوں کی ہی اور وہی امن پانیوالے ہیں
اور انھیں کے لیے اللہ کا یہ قول ہی "اور وہ اُسدن کی ہیبت سے امن
پانیوالے ہونگے"

اور نار میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ ذلت کا گھر ہی اور وہاں اہل کفر
وعصیاں سے بدلا لیا جائیگا اور اہل کفر اور مشرک کے سوائے ہمیشہ اوسمیں
کوئی نہ رہیگا لیکن اہل توحید میں سے جو گناہگار رہونگے وہ وہاں سے اللہ کی
رحمت یا کسی کی شفاعت کی وجہ سے نکلیں گے۔ یہ بھی روایت ہی کہ اہل
توحید جب نار میں داخل ہونگے تو اونکو کوئی ایذا نہ ہوگی جب وہ اُسمیں سے
نکلیں گے اُسوقت انکے اعمال کے بدلے میں اونپر عذاب ہوگا اور اللہ
بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہی اور اصلی مسکین اہل دوزخ ہونگے نہ انپر
قضا آوسے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ اونکے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ
اُس میں وہ ٹھنڈا پانی پئیں گے نہ شربت پئیں گے مگر گرم پانی اور پیپ
یہ پورا بدلہ ہوگا اور اگر وہ کھانا مانگیں گے زقوم کھلایا جائیگا اگر وہ فریاد کرینگے
تو اونکی فریاد رسی کی جائے گی ایسے پانی سے جیسے پگھلا ہوا تانبا جو اون کے
چہروں کو جھلس دیگا وہ بُرا شربت ہوگا پکاریں گے مکان دور سے اور
کہیں گے ای رب ہمارے ہمکو اس سے نکال اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو
ظالم ہونگے روکا جائیگا جواب اونسے ایک مدت تک پھر کہا جائیگا پڑے رہو
اس میں اور بات مت کرو اور وہ پکاریں گے کہ ای مالک چاہیئے کہ موت
دیدے ہمکو تیرا رب وہ کہے گا کہ تم باقی رہنے والے ہو۔

اور باسانید صحیح سے مروی ہی کہ اللہ کچھ لوگوں کو نار میں لیجانے کا

حکم کریگا۔ اور مالک سے کہیگا کہ تو آگ سے کہدے کہ انکے پاؤں کو نہ جلائے
اس لئے کہ مسجدوں کو جاتے تھے اور انکے ہاتھوں کو نہ جلائے اسلئے کہ دعا
کیلئے میری طرف ہاتھ اٹھاتے تھے اور انکی زبانوں کو نہ جلائے اسلئے
کہ اکثر تلاوت قرآن کی کرتے تھے اور انکے چہروں کو نہ جلائے اسلئے کہ وضو
اچھی طرح کرتے تھے مالک ان لوگوں سے پوچھیگا کہ اے بدنصیبو تمہارا
کیا حال تھا تو وہ کہینگے کہ ہمارے اعمال اللہ کے لیے نہ تھے دوسروں
کے لئے تھے تو کہا جائیگا کہ تم نے جنکے لیے عمل کیا ہی اس سے ثواب مانگو۔

اور جنت و نار میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ پیدا ہو چکے اور نبی صلعم معراج
میں جنت میں داخل ہوئے تھے نار کو بھی دیکھا تھا اور اعتقاد ہمارا یہ ہی
کہ کوئی شخص دنیا سے نہ نکلیگا جبتک کہ اپنا مکان جنت میں یا نار میں
نہ دیکھ لے اور مومن نہیں نکلتا ہی دنیا سے یہانتک کہ دکھا دی جاتی ہی دنیا اسکو
بہت خوبصورت بنا کر جیسا کہ خوشی کی حالت میں اسنے دنیا کو دیکھا تھا اور پھر
اسکو آخرت میں اسکا مکان دکھایا جاتا ہی پھر اسکو اختیار دیا جاتا ہی کہ دنیا لیتا ہی
یا آخرت اور وہ آخرت کو اختیار کرتا ہی اسوقت اسکی روح قبض کی جاتی ہی
اور لوگ اکثر یوں بولا کرتے ہیں کہ فلاں شخص اپنی بخشش و سخاوت کرتا ہی
اپنے نفس کی اور نہیں سخاوت کرتا ہی انسان کسی چیز میں مگر اپنے نفس کی
خوشی سے نہ مقہور ہوتا ہی نہ مجبور اور نہ اسپر زبردستی کیجاتی ہی لیکن وہ
جنت جسمیں آدم علیہ السلام تھے پس دنیا کے باغوں میں سے ایک باغ
ہی سورج اسمیں نکلتا ہی اور چھپتا ہی ہمیشگی کی جنت نہ تھی اگر ہمیشگی کی
جنت ہوتی تو اسمیں سے کبھی نہ نکلتے۔

اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ جو لوگ ثواب پائینگے وہ ہمیشہ جنت میں رہینگے

اور عذاب کی وجہ سے اہل نار ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور کوئی شخص جنت
میں نہ داخل ہوگا جبتک کہ اُسکا مکان دوزخ کا اُسپر نہ پیش کیا جائے اور
اُس سے کہا جائیگا کہ اگر تو نافرمانی کرتا تو اس مکان میں ہوتا اور کوئی شخص
نار میں نہ داخل ہوگا جبتک کہ اُسکا مکان جنت کا پیش نہ کیا جائے اور اُس سے
کہا جائیگا کہ اگر تو اللہ کی اطاعت کرتا تو یہ تیرا مکان ہوتا پس میراث
دیجائینگی ایک کو دوسرے کے مکان کی ۔ اور یہی مراد ہے اللہ کے اُس
قول کی وہ وہی لوگ ہیں جو ایسے وارث ہیں کہ میراث پائینگے فردوس کی
وہ اُسمیں ہمیشہ رہینگے ۔ اور کم سے کم مرتبہ کا مومن جنت میں اتنی نعمت
پائیگا جو اس دنیا سے دہ چند ہوگی ۔

باب اس اعتقاد میں کہ اللہ کی طرف سے وحی کتابوں کی امر و نہی میں کس طرح نازل ہوتی تھی

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اسمیں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اسرافیل کی دونوں
آنکھوں کے بیچ میں ایک لوح ہے جب اللہ وحی سے کلام کرنیکا ارادہ کرتا ہے
تو وہ لوح اسرافیل کی جبیں پر لگ جاتی ہے اور اسرافیل جو کچھ اُسمیں ہے اُسکو دیکھکر
پڑھ لیتے ہیں اور وہ میکائیل کو سکھاتے ہیں اور میکائیل جبرئیل کو سکھاتے ہیں اور
جبرئیل انبیاء کے پاس لیجاتے ہیں اور رسول اللہ کو جو کہ بیہوشی ہوتی تھی وہ اُس وقت
ہوتی تھی جب اللہ آپ سے خطاب کیا کرتا تھا یہانتک کہ وہ بھاری ہو جاتے تھے
اور پسینہ آجاتا تھا اور لیکن جبرئیل پس رسول اللہ کی تعظیم کی وجہ سے
جبتک رسول اللہ سے اجازت نہیں لیتے تھے اُنکے پاس نہیں آتے تھے

اور اُنکے سامنے اسطرح بیٹھتے تھے جیسے غلام بیٹھتا ہے۔

باب۲۲ اس اعتقاد میں کہ قرآن لیلۃ القدر میں نازل ہوا ہے

شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اسمیں اعتقاد ہمارا یہ ہے کہ پورا قرآن ایکمرتبہ ماہ رمضان میں لیلۃ القدر میں بیت المعمور کی طرف نازل ہوا پھر بیت المعمور سے بیس۲۰ برس کے عرصہ میں نازل ہوا اور اللہ نے اپنے نبیؐ کو تمام علم دیا تھا پھر اُس نے کہا کہ قرآن میں جلدی مت کر قبل اسکے کہ وحی تمام ہووے اور یوں دعا مانگ کہ اے رب میرے علم میرا زیادہ کر۔

اور کہا اللہ تعالیٰ نے "اپنی زبان کو اُسکے ساتھ حرکت مت دے تاکہ تو اُسمیں جلدی کرے بیشک ہم پر ہے جمع کرنا اُسکا اور پڑھانا اُسکا اور جبکہ ہم اُسکو پڑھا دیں تو اُسیطرح پڑھ۔ پھر اُسکا بیان کرنا بھی ہمارا کام ہے"

باب۲۳ قرآن کے اعتقاد میں

شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "قرآن میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور اُسکی وحی ہے اور اس کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اور اُسکا قول ہے اور اُس کی کتاب ہے باطل نہ اوس کے سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے اُسکے تنزیل حکیم علیم کی طرف سے ہوئی ہے اور وہ بیان حق ہے اور قول فیصل ہے ہنزل نہیں ہے اور اللہ اُسکا پیدا کرنے والا ہے اور اوتارنے والا ہے اور وہ اوس کا رب ہے اور محافظ ہے اور اُس کے ساتھ کلام کرنے والا ہے۔

باب ۳۳ مقدار قرآن کے اعتقاد میں

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اسمیں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ قرآن جو
اللہ نے اپنے نبی محمد صلعم پر نازل کیا تھا وہ یہی ہے جو ان دونوں دفتیوں
کے بیچ میں ہے اور جو آدمیوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے زیادہ نہیں ہے اور جتنی
سورتیں آدمیوں کے پاس ہیں انکی تعداد ایکسو چودہ ہے اور سورۃ الضحیٰ و الم نشرح
ہمارے نزدیک ایک سورۃ ہے اور لایلاف و الم ترکیف ایک سورۃ ہے اور جو
شخص ہماری طرف یہ نسبت کرے کہ ہم کہتے ہیں کہ قرآن اس سے زیادہ تھا
وہ جھوٹا ہے۔ اور جو قرآن کی ہر سورۃ کے پڑھنے کا ثواب جو مروی ہے اور کل
قرآن کے ختم کرنیکا ثواب اور (نفل کی) ایک رکعت میں دو سورتوں کو پڑھنے
کا جواز اور فرض کی ایک رکعت میں دو سورتوں کے جمع کرنیکی ممانعت
اس قول کی تصدیق کرتا ہے جو ہمنے قرآن کے باب میں ظاہر کیا کہ مقدار اسکی
وہی ہے جو آدمیوں کے پاس ہے اور اسیطرح ایک رات میں قرآن ختم کرنیکا
عدم جواز۔ اور یہ حکم کہ تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا جائز نہیں ہمارے
اس قول کی تصدیق ہے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وحی سے بمقدار نازل ہوا جو وہ سب
قرآن نہیں ہے اور اگر وہ قرآن کے ساتھ جمع کیا جاتا تو اسکا مجموعہ مقدار سترہ ہزار
آیتوں کے ہو جاتی اور اسکی مثال یہ ہے کہ جیسے قول جبرئیل کا نبی صلعم سے کہ اے محمد اللہ
تمسے یہ کہتا ہے کہ میری خلق کے ساتھ نرمی کرو جیسے میں انکے ساتھ نرمی کرتا ہوں
اور جیسے قول جبرئیل کا کہ پرہیز کر آدمیوں کے بغض اور انکی عداوت سے
اور جیسے قول اسکا کہ جی لے جبتک تو چاہے بیشک تو مرنیوالا ہے اور محبت کرلے
جس سے تو چاہے بیشک تو اسکو چھوڑنیوالا ہے اور عمل کر جو کچھ تو چاہے بیشک وہ

تیرے سامنے آنیوالا ہے۔ اور شرافت مومن کی راتکی نماز ہیں ہے اور عزت
اُسکی اسمیں ہے کہ آدمیوں سے ایذا کو روکے۔ اور جیسے قول نبی صلعم کا کہ ہمیشہ
جبرئیل مجھکو نصیحت مسواک کی کرتے رہے یہانتک کہ مجھکو خوف ہوا کہ میرے دانت
جاتے رہیں یا گرجائیں۔ اور ہمیشہ وہ پڑوسی کی حق کی نصیحت کرتے رہے یہانتک
کہ مجھکو یہ گمان ہوا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنادیگا۔ اور ہمیشہ وہ مجھکو عورت کی حق
کی وصیت کرتے رہے یہانتک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ اُسکی طلاق جائز نہیں۔
اور ہمیشہ وہ مجھکو مملوک کے حق میں وصیت کرتے رہے یہانتک کہ مجھکو گمان ہوا کہ وہ
اُسکے لیئے ایک مدت مقرر کریگا جسمیں وہ آزاد ہوجایا کریگا۔ اور جیسے کہ قول
جبرئیل کا جبکہ رسولؐ غزوہ خندق سے فارغ ہوئے کہ اے محمدؐ اللہ تمکو یہ حکم کرتا ہے
کہ عصر کی نماز نہ پڑھو مگر ساتھ بنی قریظہ کے۔ اور جیسے کہ قول نبی صلعم کا کہ اللہ نے
مجھکو آدمیوں کی ساتھ مدارات کرنیکا اسیطرح حکم کیا ہے جیسے ادائے فرائض کا۔
اور جیسے کہ قول رسول صلعم کا کہ ہم گروہ انبیا کے ہیں ہمکو حکم کیا گیا ہے کہ آدمیوں سے
باتیں نہ کریں مگر موافق اُنکی عقل کے۔ اور جیسے کہ قول نبی صلعم کا کہ جبرئیل اللہ کی
طرف سے میرے پاس ایسا حکم لایا جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں اور سینہ اور
دلمیں خوشی بھرگئی اُسنے کہا کہ اللہ عزوجل یہ کہتا ہے کہ علیؑ امیر المومنین ہیں اور
لیجانے والے ہیں اُن لوگوں کے جنکی پیشانی اور ہاتھ پاؤں روشن ہونگے۔
اور جیسے کہ قول نبی صلعم کا کہ جبرئیل میرے پاس نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ
نے عرش کے اوپر نکاح فاطمہؑ کا علیؑ کے ساتھ کردیا اور اپنے برگزیدہ فرشتوں کو
اُسپر گواہ بنایا تو بھی اُسکا نکاح زمین پر کردے اور اپنی اُمت کے بزرگ
لوگوں کو اُسپر گواہ بنا۔ اور اسکی مثل بہت ہے وہ سب وحی ہے قرآن
نہیں ہے اور اگر قرآن ہوتا تو اُس سے مقرون ہوتا اور حسب اسکے ہوتا

جیسے کہ امیرالمومنین علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا "جبکہ قرآن کو جمع کیا اور لوگوں کے پاس لائے تو اُنسے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہی جو تمہارا رب ہی جسطرح تمہارے نبی پر نازل ہوئی ہی نہ اُس سے کوئی حرف زیادہ ہی نہ کم ہی لوگوں نے کہا ہمکو اسکی کچھ حاجت نہیں ہمارے پاس بھی مثل اسی کے ہی جو تمہارے پاس ہی تو حضرت علیؑ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ پھینک دیا اُنہوں نے اُسکو اپنی پیٹھوں کے پیچھے اور لی اُسکے بدلے تھوڑی قیمت پس بُری چیز ہی جو خریدی اُنھوں نے"

اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ "قرآن ایک ہی ایک کی طرف سے نازل ہوا ہی ایک نبی پر اور اختلاف نہیں ہی مگر راویوں کی طرف سی اور جہاں کہیں قرآن میں ایسا قول ہی جیسے "لئن اشرکت الخ" یعنی اگر تو شرک کریگا تو تیرے عمل برباد ہو جائینگے اور تو خسارہ پانیوالوں میں سے ہو جائیگا" اور جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہی "اللہ بخشنے کا تیرے لئے جو گذر چکے تیرے گناہ اور جو بعد کو ہونگے" اور جیسے کہ قول اللہ کا "اور اگر ہم تجھکو ثابت نہ رکھیں تو تو قریب ہوگیا تھا کہ میل کرے کسیقدر اُنکی طرف اُسوقت چکھاتے ہم تجھکو دونی سختی زندگی کی اور دونی سختی موت کی اور جو کچھ مشابہ اُسکے ہی"

ہمارا اعتقاد اسمیں یہ ہی کہ یہ قول اسطرح پر واقع ہوئے ہیں جیسے کوئی کسی سے کہے کہ میں تجھسے خطاب کرتا ہوں اور تو سُن لے اے پڑوسی اور جہاں کہیں قرآن میں لفظ (او) یعنی یا ہی اُسمیں اختیار دیا گیا ہی اور جہاں کہیں قرآن میں "یا ایھا الذین آمنو" ہی وہ مضمون توراۃ میں بلفظ "یا ایھا المساکین" ہی اور جسکے اول میں "یا ایھا الذین آمنو" ہی اُس گروہ کی علی ابن ابیطالب سردار اور امیر اور شریف اور اول ہیں اور نہیں ہی کوئی ایسی آیت جسمیں

جنت میں لیجانیکا حکم ہو مگر وہ نبیؐ اور آئمہ علیہم السلام اور اُنکے پیروؤں اور دوستوں کے لیئے ہی۔ اور نہیں ہی کوئی آیت جسمیں نار میں لیجانیکا حکم ہو مگر وہ اُنکے دشمنوں اور مخالفوں کے لیئے ہی۔

اور جو آیتیں متقدمین کے ذکر میں ہوں تو جو اُسمیں بہتری ہی وہ اس اُمت کے اہل خیر کے لیے بھی جاری ہوگی اور جو کچھ اسمیں بدی ہی وہ اہل شر کے لیے جاری ہوگی۔ اور انبیا میں کوئی نبی محمد صلعم سے افضل نہیں ہی اور اوصیا میں کوئی وصی اُنکے اوصیا سے افضل نہیں ہی۔ اور اُمتوں میں کوئی اُمت اس اُمت سے افضل نہیں ہی اور وہ فی الحقیقت اُنکے اہلبیتؑ کے دوست ہیں نہ اور لوگ اُنکے سوا۔ اور نہ برے آدمیوں میں کوئی شخص اُنکے دشمنوں اور مخالفوں سے زیادہ بُرا ہی۔

باب ۴۳ نبیوں اور رسولوں اور حجتوں و ملائکہ کے اعتقاد میں

شیخ ابو جعفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ ہم نبیوںؑ اور رسولوںؑ اور حجتوں کی نسبت ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ ملائکہ سے افضل ہیں۔ اور اللہ نے جب فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں پیدا کرنیوالا ہوں زمین میں خلیفہ تو فرشتوں نے کہا کہ کیا تو زمین میں اُسکو پیدا کرتا ہی جو فساد کریگا۔ اور خونریزی کریگا۔ اور ہم تیری حمد کرتے ہیں اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں اللہ نے کہا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ اس قول میں انھوں نے آدم کے مرتبہ کی تمنا کی اور یہ ضرور ہی کہ ایسی مرتبہ کی تمنا کی ہوگی جو اُنکے مرتبہ سے بڑا ہوگا اور علم موجب فضیلت ہوتا ہی اللہ نے فرمایا ہی کہ اور سکھائی آدم کو کل نام پھر اُنکو ملائکہ پر پیش کیا اور کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام مجھے بتادو انھوں نے کہا کہ ای اللہ تو پاک ہی ہمکو کچھ علم

نہیں ہی مگر اُسیقدر جو تو نے سکہایا ہی بیشک تو جاننے والا حکمت والا ہی" اللہ
نے کہا ای آدم تو اِن چیزوں کے نام انکو بتا دے جب آدم نے اُنکو بتائے تو
اللہ نے کہا کہ ولکیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں جانتا ہوں بھید آسمانونکے
اور زمینوں کے اور اُسکو بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور اُسکو بھی جانتا ہوں
جو تم چھپاتے ہو" اس قصہ سے آدم کی فضیلت ملائکہ پر ثابت ہوتی ہی اور وہ
ملائکہ کے نبی تھے اسلیے کہ اللہ نے کہا ہی کہ وہ ای آدم بتادے تو ملائکہ کو ان
چیزونکے نام" اور ملائکہ پر آدم کی فضیلت اس سے بھی ثابت ہوتی ہی کہ اللہ نے
ملائکہ کو آدم کے سجدہ کرنے کا حکم کیا تھا اور اللہ نے فرمایا ہی کہ وہ کل ملائکہ نے
سجدہ کیا" اور اللہ نے نہیں حکم کیا سجدہ کا مگر اُسکے لئے جو افضل تھا اور انکا سجدہ
اللہ کے لئے بطور عبودیت و طاعت تھا اور آدم کیلئے بطور اکرام تھا اسلیے کہ
اللہ نے آدم کی پشت میں نبیؐ اور آئمہ علیہ السلام کو امانت رکھا تھا اور نبی صلعم
نے فرمایا ہی کہ وہ میں جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور جمیع ملائکہ مقربین سے
افضل ہوں اور تمام مخلوق میں بہتر ہوں اور اولاد آدم کا سردار ہوں اور
لیکن اللہ نے یہ جو فرمایا ہی کہ وہ نہیں انکار و انقباض کرتا ہی مسیح اس بات میں
کہ اللہ کا بندہ ہووے اور ملائکہ مقربین" اس سے ملائکہ کی تفضیل عیسیٰؑ پر ثابت
نہیں ہوتی اور اللہ نے یہ اسلئے کہا ہی کہ آدمیوں سے بعض ایسے بھی تھے جو عیسیٰ کی
ربوبیت کے معتقد تھے اور اُنکی عبادت کرتے تھے اور وہ نصاریٰ کی ایک قسم ہی
اور بعضے آدمی ایسے تھے کہ جو ملائکہ کی پرستش کرتے تھے اور وہ صابئین وغیرہ
ہیں اور اللہ نے کہا کہ وہ نہیں انکار و انقباض کرتا ہی مسیحؑ یہ کہ ہوئے بندہ اللہ کا
مراد یہ ہی کہ نہیں شرم کرتا ہی مسیح اور جتنے معبود میرے سوا ہیں میری بندہ ہونے میں
شرم نہیں کرتے اور ملائکہ روحانی ہوتے ہیں اور معصوم ہیں۔ اللہ کا جو حکم ہوتا ہی

اُسمیں اُسکی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو اُنکو حکم ہوتا ہی اور
نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ اُنھیں کچھ رنج ہوتا ہی نہ وہ بیمار ہوتے ہیں اور نہ بڑھے
ہوتے ہیں نہ ضعیف ہوتے ہیں کھانا پینا اُنکا تسبیح اور تقدیس ہی اور عیش اُنکا
عرش کی ہوا سے اور طرح طرح کے علوم سے اُنکو لذت ملتی ہی اللہ نے اپنی قدرت
سے اُنکو انوار و ارواح پیدا کیا جو جسطرح چاہا اور ہر ایک گروہ اُنمیں سے ہر طرح
کے مخلوق کی حفاظت کرتا ہی اور ہم جن لوگوں کی فضیلت کے ملائکہ پر قائل ہوے
ہیں اُسکی وجہ یہ ہی کہ جس حالت پر وہ لوگ پہنچیں گے انواع سے اُن چیزوں
کی جو خدا نے پیدا کی ہیں وہ حالت ملائکہ کی حالت سے افضل ہوگی۔

باب ۳۵ اِس اعتقاد میں کہ نبیؑ اور وصیؑ شمار میں کتنے ہیں

شیخ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ اعتقاد ہمارا اُنکی گنتی میں یہ ہی کہ ایک لاکھ
چوبیس ہزار نبیؑ ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار وصیؑ ہیں ہر ایک نبیؑ کے لیے
ایک وصی ہی اللہ کے حکم کے بموجب نبیؑ اُسکو وصیت کرتا ہی اور اُنکے باب میں
ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ حق کے پاس سے حق لائے۔ اور اُنکا قول اللہ کا
قول ہی۔ اور اُنکا حکم اللہ کا حکم ہی۔ اور اُنکی اطاعت اللہ کی اطاعت ہی اور
اُنکی معصیت اللہ کی معصیت ہی۔ اور جو کچھ اُنھوں نے کہا اللہ کی طرف سے
اور اُسکی وحی کے مطابق کہا ہی۔ اور انبیا میں سردار پانچ ہیں۔ یہ وہ
ہیں کہ اُنھیں پر رسالت کی چکّی کا دورہ رہا ہی۔ اور وہی اصحاب شریعت
اور اولو العزم ہیں اور وہ نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور محمدؐ علیہم السلام
ہیں۔ اور محمدؐ اُن سب میں سردار اور افضل ہیں۔ اور وہ حق لائے۔ اور
پہلے رسولوں کی اُنھوں نے تصدیق کی۔ اور جن لوگوں نے اُنکی

تکذیب کی۔ وہ عذاب دردانگیز پائیں گے اور جنھوں نے اُنپر یقین کیا اور اُنکی تعظیم کی اور مدد کی اور اُس نور کی پیروی کی جو اُنکے ساتھ اُترا تھا وہ نجات پانیوالے مراد پانے والے ہیں۔

اور یہ اعتقاد واجب ہے کہ اللہ نے کوئی مخلوق محمدؐ اور آئمہ علیہم السلام سے افضل نہیں پیدا کی اور وہ اللہ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب اور اکرم ہیں اور سب سے پہلے اُنھوں نے اقرار کیا تھا جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا تھا اور اُنھیں کو اُنکی ذاتوں پر گواہ کیا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو اُنھوں نے کہا کہ ہاں۔ اور اللہ نے محمدؐ کو عالم آفرینش میں انبیا پر نبی مقرر کیا تھا اور ہر نبی کو اُسیقدر نعمت دی جتنی اُسکی معرفت تھی۔ اور ہمارے نبی محمد صلعم کو اُنکی معرفت اور اقرار ربوبیت میں سب پر مقدم ہونے کے مطابق انعام دیا۔

اور ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ نے تمام مخلوق کو اُنکی اور اُنکے اہلبیتؑ کے لیے پیدا کیا ہے اور اگر وہ نہ ہوتے تو اللہ نہ آسمان کو پیدا کرتا نہ زمین کو نہ جنت کو نہ نار کو نہ آدم کو نہ حوا کو نہ ملائکہ کو نہ مخلوق میں سے اور کسی چیز کو اُن سب پر اللہ کا درود ہو۔

اور ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کے بعد مخلوق میں اللہ کی حجتیں بارہ امام ہیں سب سے پہلے امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی ابن الحسین پھر محمد ابن علی پھر جعفر ابن محمد پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ رضا۔ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی پھر محمد بن حسن حجۃ قائم بامر اللہ ہیں اور صاحب زماں ہیں اور زمین میں اللہ کے خلیفہ ہیں شہروں میں حاضر نگاہوں سے غائب اون سب پر اللہ کی رحمت ہو۔

اور اُنکی بابت ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ ایسے اولی الامر ہیں جنکی اطاعت

کا اللہ نے حکم کیا ہی۔ اور وہ آدمیوں پر گواہ اور وہ اللہ کی طرف پہونچنے کے لیئے
دروازہ اور اُنکی طرف سبیل اور وہ رہنما ہیں۔ اور وہ علم الٰہی کے چشمے اور اُسکی
وحی کے بیان کرنیوالے اور اُسکی توحید کے ارکان ہیں۔ اور وہ خطا اور لغزش
سے معصوم ہیں اور وہی ہیں جنسے رجس کو دور کیا۔ اور انکو اچھی طرح پاک
کیا اور اُنکے لیئے معجزات اور دلائل تھے اور زمین والوں کے لیئے اسیطرح
امان ہیں جیسے کہ آسمان والوں کیلئے ستارے ہیں اور اُنکی مثال اس اُمت میں
ایسی ہی جیسے نوح کی کشتی جو اُسمیں سوار ہوا اُسنے نجات پائی۔ یا جیسے باب
حطۃ (یعنی آمرزش کا دروازہ) اور وہی اللہ کے مکرم بندے ہیں جو قول
میں اُس سے سبقت نہیں کرتے اور اُسکے حکم کے بموجب عمل کرتے ہیں اور اُنکی
نسبت ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ اُنکی محبت ایمان ہی اور اُنکا بغض کفر ہی اور
اُنکا حکم اللہ کا حکم ہی اور اُنکی نہی اللہ کی نہی ہی اور اُنکی اطاعت اللہ کی
اطاعت ہی اور اُنکی معصیت اللہ کی معصیت ہی اور جو اُنکا دوست ہی وہ
اللہ کا دوست ہی اور جو اُنکا دشمن ہی وہ اللہ کا دشمن ہی۔

اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ زمین ایسے امام سے خالی نہیں رہتی جو مخلوق
میں اللہ کی حجت ہو یا تو وہ ظاہر ہوگا یا خائف اور پوشیدہ ہوگا۔

اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ ہمارے زمانہ میں جو زمین میں اللہ کی حجت
اُسکے مخلوق پر ہی وہ قائم منتظر محمد ابن الحسنؑ۔ بن علیؑ۔ بن محمدؑ۔ بن علیؑ۔ بن
موسیٰ۔ بن جعفرؑ۔ بن محمدؑ۔ بن علیؑ ابن الحسینؑ ابن علیؑ۔ ابن ابیطالب علیہم السلام
ہیں اور وہ وہی ہیں جنکے لیے رسولؐ نے اللہ کیطرف سے اُنکے نام و نسب کی خبر
دی ہی اور وہ وہی ہیں جو زمین کو انصاف و عدل سے بھر دینگے جیسی وہ ظلم وجور سے
بھری ہوئی ہی اور وہ وہی ہیں جنکے ذریعہ سے اللہ اپنی دین کو تمام دینوں پر غالب

کریگا اور اگرچہ مشرک برا جانتے ہوں۔ اور وہ وہی ہیں جنکے ہاتھوں پر اللہ زمین کے مشارق اور مغارب کو فتح کرائیگا۔ یہانتک کہ زمین پر کوئی جگہہ ایسی نہیں رہیگی جہاں سے اذان کی آواز نہ آتی ہو اور کل دین اللہ کا ہو جائیگا اور وہی مہدیؑ ہیں نبیؐ نے اُنھیں کی خبر دی ہی اور وہی ایسے ہیں کہ جب ظاہر ہونگے تو عیسیٰ بن مریم نازل ہونگے اور اُنکے پیچھے نماز پڑہیں گے اور اُنکی پیچھے نماز پڑہنے والا ایسا ہو گا جیسے رسولؐ کے پیچھے نماز پڑہنے والا اسلیئے کہ وہ رسولؐ کے خلیفہ ہونگے۔

اور اعتقاد ہمارا یہ ہی کہ جائز نہیں ہو سکتا قائمؑ اُنکے سوا کوئی اور وہ اپنی غیبت میں رہیں گے جبتک رہیں گے اور اگر وہ اتنے دنوں غیبت میں رہیں جتنی عمر دنیا کی ہی تب بھی قائمؑ اُنکے سوا کوئی اور نہ ہوگا اسلیئے کہ نبیؐ اور آئمہ علیہم السلام نے نام و نسب بتا دیا ہی اُنکی صاف تصریح کی ہی اور اُنکی بشارت دی ہی اور اللہ کا درود ہو اُن سب پر۔

اور میں نے یہ فصل کتاب الہدایت میں بیان کی ہی۔

باب ۳۶ عصمت کے اعتقاد میں

شیخ ابو جعفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ نبیوںؑ اور رسولوںؐ اور اماموںؑ اور ملائکہ کی نسبت ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ ہر پلیدی سے معصوم اور مطہر ہیں اور وہ کوئی گناہ نہیں کرتے نہ صغیرہ نہ کبیرہ اور اللہ نے جو حکم کیا ہی اُس کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں جو کچھہ کہ حکم کیے گئے ہیں اور جو شخص اُنکی عصمت کا کسی چیز میں اُنکی کسی حالت میں انکار کرے وہ اُنسے جاہل ہی اور جو اُنسے جاہل ہی وہ کافر ہی۔

اور ہمارا اعتقاد اُنمیں یہ ہے کہ وہ معصوم ہیں اور کمال و تمام کے ساتھ موصوف ہیں اور متصف بہ علم ہیں ابتدائی اُمور میں اپنے اور آخر میں اپنے اور وہ کسی حالت میں نقصان اور عصیان اور جہل کے ساتھ موصوف نہیں ہوتے۔

باب ۳۷ غلو اور تفویض کی نفی کے اعتقاد میں

شیخ ابو جعفر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ غالیوں اور مفوضہ کی نسبت ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کافر ہیں اور وہ یہود اور نصاریٰ اور مجوس سے اور قدریہ اور خوارج اور اہل بدعت اور تمام گمراہ فرقوں سے بدتر ہیں اور اللہ نے کسی چیز کی ایسی حقارت نہیں بیان کی جیسے اُنکی بیان کی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے وہ کسی بشر کو یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ اُسکو کتاب اور نبوت اور حکم دے اور پھر وہ آدمیوں سے کہے کہ اللہ کے سوا میرے بندے بنجاؤ اور لیکن یہ کہنا چاہیئے کہ اللہ والے بنو جسطرح تم کتاب کو جانتے ہو اور جسطرح تم اُسکو پڑھتے ہو اور اللہ تمکو یہ حکم نہیں کرتا ہے کہ تم ملائکہ کو اور نبیوں کو رب بنالو کیا اللہ تمکو کفر کا حکم کریگا بعد اسکے کہ تم مسلمان ہو گئے“ اور اللہ نے فرمایا ہے کہ ”وہ اپنے دین میں غلو مت کرو“

آور نبی صلعم کی نسبت ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ”اُنکو غزوہ خیبر میں زہر دیا گیا تھا اور وہ ہمیشہ عود کرتا تھا یہانتک کہ آپ کی رگ قلب اُسکی اور اُسی سے انتقال ہو گیا۔

اور امیر المومنین علیہ السلام کو عبد الرحمن ابن ملجم نے قتل کیا اللہ اُسپر لعنت کرے اور وہ مقام غری میں دفن ہوئے اور حسن ابن علی علیہ السلام کو اُنکی بی بی جعدہ بنت اشعث کندی نے زہر دیا اللہ ان دونوں پر لعنت کرے

اور اوسی سے اُنکا انتقال ہوا۔ اور حسینؑ ابن علیؑ کربلا میں قتل ہوئے اور اُنکا
قاتل سنان ابن انس نخعی تھا خدا ان دونوں پر لعنت کرے اور علیؑ ابن الحسینؑ
سید زین العابدینؑ کو ولید ابن عبد الملک نے زہر دیا دور کرے خدا اُسکو
اپنی رحمت سے اوسی سے وہ مقتول ہوئے۔ اور باقرؑ ابن علیؑ کو ابراہیم ابن
ولید نے زہر دیا خدا اُسکو اپنی رحمت سے دور کرے۔ اور امام صادق علیہ السلام
کو ابو جعفر منصور دوانقی نے زہر دیا دور کرے خدا اُسکو اپنی رحمت سے اور اُسی
سے وہ مقتول ہوئے۔ اور موسیٰؑ ابن جعفرؑ کو ہارون رشید نے زہر دیا اللہ اُسکو
اپنی رحمت سے دور کرے۔ اور رضاؑ ابن موسیٰؑ علیہ السلام کو مامون نے زہر
سے قتل کیا۔ دور کرے خدا اُسے اپنی رحمت سے۔ اور ابو جعفر محمدؑ ابن علیؑ کو
معتصم نے زہر سے قتل کیا۔ دور کرے خدا اُسکو اپنی رحمت سے۔ اور علیؑ ابن محمدؑ کو
متوکل نے زہر سے قتل کیا۔ دور کرے خدا اُسکو اپنی رحمت سے۔ اور حسنؑ
ابن علیؑ عسکریؑ کو معتمد نے زہر سے قتل کیا۔ اللہ اُسکو اپنی رحمت سے دور کرے

اور ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ معاملہ ان ائمہؑ پر درحقیقت جاری ہوا اور
نہیں شبہہ ڈالا گیا لوگوں کے لیے اُنکے حال میں جیسا کہ اُن لوگوں کا گمان
ہے جو ائمہؑ کے باب میں حد سے بڑھتے ہیں بلکہ لوگوں نے مشاہدہ کر لیا ہے کہ وہ
درحقیقت قتل ہوئے اور یہ امر صحیح ہے گمان اور خیال اور شک اور تہمت نہیں
اور جس شخص کو یہ گمان ہو کہ لوگوں کو اُنکے باب میں یا اُنمیں سے کسی ایک کی شبہہ تھا
وہ شخص ہمارے دین میں سے نہیں اور ہم اُس سے بری ہیں۔ اور نبی صلعم اور ائمہؑ نے خبر دی
تھی کہ قتل ہونگے پس جو یہ کہے کہ وہ قتل نہیں ہوئے اُسنے اُنکی تکذیب کی اور جسنے اُنکی تکذیب
کی اُسنے اللہ کی تکذیب کی اور اُسکے ساتھ کفر کیا اور اس سبب سے وہ اسلام
سے نکل گیا اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین مانے وہ اُس سے قبول

نہیں ہوگا اور آخرت میں خسارہ والوں میں سے ہوگا۔

اور امام رضا علیہ السلام اپنی دعا میں یوں فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تیرے سامنے اپنی برائت بیان کرتا ہوں اپنی توانائی اور قوت سے اور نہیں ہی توانائی اور قوت مگر تیری طرف سے۔ اے اللہ میں اپنی برائت بیان کرتا ہوں طرف تیری اُن لوگوں سے جو ہمارے باب میں ایسی باتیں کہیں جنکو خود ہم اپنی ذاتوں میں نہیں جانتے۔ اے اللہ تیرے ہی لیئے پیدا کرنا اور تیری ہی طرف سے ہی حکومت اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھسے ہی مدد مانگتے ہیں ہم۔ اے اللہ تو ہمارا خالق ہی اور ہمارے پہلے باپ داداؤں کا خالق ہی اور ہمارے پچھلے باپ داداؤں کا خالق ہی اور ربوبیت کی لیاقت نہیں ہے مگر تجھ میں اور الہیت کی صلاحیت نہیں ہی مگر تیرے لیئے تو اُن نصاریٰ پر لعنت کر جنھوں نے تیری عظمت کی چھوٹائی کی اور اُن مانند بنانیوالوں پر لعنت کر جنھوں نے تجھسے بریت ظاہر کی۔ اے اللہ ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے بندونکی اولاد ہیں ہم اپنی جانوں کیواسطے نہ نقصانکی طاقت رکھتے ہیں نہ نفع کی نہ موت کی نہ حیات کی نہ پھر زندہ ہونیکی۔ اے اللہ جسنے یہ گمان کیا کہ ہمکو پیدا کرنے کی اور رزق دینے کی قدرت ہی تو ہم تیری طرف اُس سے برائت ظاہر کرتے ہیں جیسی کہ عیسیٰ ابن مریم نے نصاریٰ سے برائت کی تھی اے اللہ ہمنے اُنکو اسطرف نہیں بلایا جسکا وہ گمان کرتے ہیں پس تو اُنکے قول کا ہم سے مواخذہ مت کر اور بخشدے ہمارے لیئے اُس قول میں جو اُنکا گمان ہی۔ اے رب مت چھوڑ کافروں میں سے کوئی رہنے والا اگر تو اُنکو چھوڑیگا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریںگے اور نہیں اولاد ہوگی اُنکی مگر کافر فاجر۔ اور زرارہ سے روایت ہی کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ ایک شخص عبداللہ بن سبا کی

اولاد میں ہی وہ تفویض کا قائل ہی تو امام ؑ نے فرمایا کہ تفویض کسکو کہتے ہیں یعنی
کہاکہ وہ کہتا ہی کہ اللہ نے محمد ؐ اور علی ؑ کو پیدا کیا پھر کام اُن دونوں کو سونپ دیا
پھر اُن دونوں نے پیدا کیا اور رزق دیا اور زندہ کیا اور مارا تو امام ؑ نے فرمایا
کہ وہ اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہی اب جو تو اُسکی طرف واپس ہو تو اُسکے سامنے
سورۂ رعد کی یہ آیت پڑھیو کیا بنائے ہیں اُنھوں نے اللہ کے سوا شریک
کہ اُنھوں نے پیدا کیا ہو اسطرح جیسے اللہ نے پیدا کیا پھر دھوکا ہو گیا ہو پیدا کرنیمیں
اُنپر تو کہدے کہ اللہ پیدا کرنیوالا ہر چیز کا ہی اور وہ واحد و قہار ہی ۱۲ میں اُسکے پاس
واپس گیا اور امام صادق ؑ نے جو فرمایا تھا وہ اُس سے کہا پس اُسکی ایسی حالت
ہوگئی گویا کہ میں نے اُسکے مُنہ میں ایک پتھر دیدیا اور ایسا ہو گیا جیسے گونگا ۱۲

اور بیشک اللہ نے امر دین اپنے نبی صلعم کو سپرد کیا تھا چنانچہ اللہ نے
فرمایا ہی جو کچھ تمکو رسول ؐ دے اُسکو لے لو اور جس سے منع کرے اُس سے
باز رہو ۱۲ اور یہی امر سپرد کر دیا تھا آئمہ ؑ کو۔

اور علامت مفوضہ اور غالیوں کی یہ ہی کہ وہ علماء اور مشایخ قم کی
طرف قول تقصیر کی نسبت کرتے ہیں اور فرقہ حلاجیہ جو غالیوں میں سے ہی
اُنکی علامت یہ ہی کہ وہ عبادت میں تجلی کا دعوی کرتے ہیں اور نماز اور جمیع
فرائض کے چھوڑنے کو دین بنا لیتے ہیں اور یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم اللہ کا اسم
اعظم جانتے ہیں اور اللہ کا پرتو ہمپر پڑ گیا ہی اور وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ولی جب
مخلص اور اُنکے مذہب کا عارف ہو جاتا ہی تو اُنکے نزدیک انبیا سے افضل ہی
اور اُنکی علامت یہ بھی ہی کہ وہ علم کیمیا کا دعوی کرتے ہیں اور وہ اُنہیں
نہیں دھوکے کے سوا اور کچھ نہیں جانتے اور بُوتھہ اور رانگ کو مسلمانوں کے سامنے

ہ نام مقام ۱۲

چاندی بناوٹ کرتے ہیں۔ ای اللہ تو ہمکو انھیں سے مت کر اور ان سب پر لعنت کر۔

باب ۲۶ اعتقاد ظالمین کے بیان میں

شیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ ہمارا اعتقاد انہیں یہ ہی کہ وہ ملعون ہیں اور بیزاری اُنسے واجب ہی اللہ نے فرمایا ہی کہ اور نہیں ہی ظالموں کیلئے کوئی مددگار۔ اور اللہ نے فرمایا ہی کہ کون زیادہ ظالم ہی اُس سے جو اللہ پر افترا کرے جھوٹا یہی لوگ اللہ کے سامنے پیش کیے جائینگے اور گواہ کہیں گے یہی ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی لعنت ہی اُن ظالموں پر جو اللہ کی سبیل سے روکتے ہیں اور اُسمیں کجی نکالنا چاہتے ہیں اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہی کہ ان مقاموں میں اللہ کی سبیل سے مراد علی ابن ابیطالب اور ائمہ علیہم السلام ہیں اور اللہ کی کتاب میں دو اماموں کا ذکر ہوتا ہی ایک امام ہدایت اور ایک امام ضلالت جنانچہ اللہ نے کہا ہی کہ اور کیا اللہ نے اُنکو ایسا امام جو ہدایت کرتے ہیں ہماری حکم کی۔ اور اللہ نے کہا ہی کہ اور کیا ہمنے اُنکو امام کہ وہ رستہ بتاتے ہیں نار کا اور قیامت کے دن وہ مدد نہ کیے جائینگے اور اُنکے پیچھے ہمنے اس دنیا میں بھی لعنت کی ہی اور قیامت کے دن وہ بُرے لوگوں میں ہونگے۔

اور جبکہ یہ آیت نازل ہوئی کہ اور بچو ایسے فتنہ سے کہ جسکا اثر انھیں سے مختص نہیں ہی جنھوں نے ظلم کیا۔ تو نبی صلعم نے فرمایا کہ جو شخص میری وفات کے بعد علیؑ پر ظلم کریگا میری جانشینی کے بابمیں پس گویا اُسنے میری نبوت کا انکا

کیا اور اُنکی نبوت کا جو مجھسے پہلے انبیاؑ گذرے ہین ؎ اور جو شخص ظالم سے دوستی رکھے وہ بھی ظالم ہے اللہ نے فرمایا ہے ؂ اے ایمان والو مت پکڑو اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست اگر وہ کفر کو ایمان پر پسند کرتے ہوں اور تم میں سے جو اُنسے دوستی رکھیں گے وہی لوگ ظالم ہیں ؎ اور اللہ نے فرمایا ہے ؂ اے ایمان والو اُس قوم سے دوستی مت رکھو جنپر اللہ نے غضب کیا ہے اور وہ آخرت سے اسیطرح مایوس ہونگے جیسے کفار اصحاب قبور سے مایوس ہو گئے ؎

اور اللہ نے کہا ہے ؂ کہ تو ایسے لوگوں کو نپائیگا جو اللہ پر اور روز آخرت ایمان رکھکر اُنسے دوستی کریں جو اللہ اور رسولؐ کے مخالف ہوں اور اگرچہ اُنکے باپ اور بیٹے اور بھائی اور قرابت والے ہوں وہی لوگ ہیں کہ اُنکے دل میں اللہ نے ایمان لکھدیا ہے ؎

اور اللہ نے فرمایا ہے ؎ تم میں سے جو کوئی اُنسے دوستی رکھیگا وہ اُنمیں سے ہوگا بیشک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ؎ اور اللہ نے فرمایا ہے ؂ اور مت جھکو اُنکی طرف جنھوں نے ظلم کیا تو پہونچیگی تمپر آگ ؎

ظلم کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کو ایسے محل میں استعمال کرے جہاں اُسکا موقع نہو ؎ پس جس شخص نے امامت کا دعویٰ کیا اور وہ امام نہیں ہے تو وہ ظالم ملعون ہے اور جس شخص نے رکھدیا امامت کو غیر اہل اُسکے میں وہ بھی ظالم ملعون ہے۔ اور نبیؐ صلعم نے فرمایا ہے ؂ کہ جسنے میرے بعد علیؑ کی امامت کا انکار کیا اُسنے میری نبوت کا انکار کیا اور جسنے میری نبوت کا انکار کیا اُسنے اللہ کی ربوبیت کا انکار کیا ؎

اور نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ ؂ اے علیؑ تو میرے بعد مظلوم ہوگا اور جسنے تجھپر ظلم کیا اُسنے مجھپر ظلم کیا اور جس نے تیرے ساتھ انصاف کیا اُسنے میرے ساتھ انصاف کیا اور جس نے تیرا انکار کیا اُس نے میرا انکار کیا اور جس نے تجھسے دوستی کی

اُس نے مجھسے دوستی کی اور جس نے تجھسے عداوت کی اُسنے مجھسے عداوت کی اور جس نے تیری اطاعت کی اُسنے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی ؂

اور اعتقاد ہمارا اُس شخص ہیں جس نے امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب اور اُنکے بعد آئمہ علیہم السلام کا انکار کیا یہ ہی کہ گویا اُس نے تمام انبیاؑ کی نبوت کا انکار کیا۔

اور اعتقاد ہمارا اُسمیں جس نے امیرالمومنینؑ کا اقرار کیا اور اُنکے بعد ایک امامؑ کا بھی انکار کیا یہ ہی کہ وہ بمنزلہ اسکے ہی کہ اُس نے تمام انبیا کا اقرار کیا اور ہمارے نبی محمد صلعم کا انکار کیا ؂

اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ہمارے آخر کا منکر ایسا ہی جیسے ہمارے اوّل کا منکر ؂

اور نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ میرے بعد بارہ امام ہونگے اوّل اُن کے امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب اور آخر اُنکے مہدیؑ قایم آنکی اطاعت میری اطاعت ہی اور اُنکی معصیت میری معصیت ہی جو شخص اُنمیں سے ایک کا انکار کریگا اُس نے میرا انکار کیا ؂

اور صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی۔ جو شخص ہمارے دشمنوں کے کفر میں اور ہمپر ظلم کرنے والوں کے کفر میں شک کریگا وہ کافر ہی ؂

اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ میں ہمیشہ سے مظلوم ہوں جب سے میری ماں نے مجھکو جنا ہی یہانتک کہ عقیل کی جب آنکھیں دُکھتی تہیں تو وہ کہتے تھے کہ میرے دوا مت لگاؤ جبتک کہ علیؑ کے نہ لگالو تو میری آنکھوں میں بھی دوا لگائی جاتی تھی حالانکہ میری آنکھیں نہیں دُکھتی تہیں ؂

اور اعتقاد ہمارا اُس شخص میں جو علیؑ سے لڑا یہ ہی کہ رسولؐ نے فرمایا ہی کہ جس نے علیؑ سے قتال کیا اُسنے مجھسے قتال کیا اور جسنے علیؑ سی جنگ کی اُس نے مجھسے جنگ کی اور جس نے مجھسے جنگ کی اُسنے اللہ سے جنگ کی اور رسولؐ صلعم کا علیؑ اور فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ سے یہ فرمودہ ہی کہ میں بھی اُسی سی جنگ رکھتا ہوں جو تم سے جنگ کرے اور میری بھی اُس سے صلح ہی جو تم سی صلح رکھے

اور لیکن فاطمہ علیہا السلام کی نسبت ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ تمام جہانکی عورتوں کی جو اولین میں ہوں اور آخرین میں ہوں سردار ہیں اور اُنکے غضب پر اللہ کا غضب ہی اور اُنکی رضامندی پر اللہ کی رضامندی ہی اسلیئے کہ اللہ نے اُنکو اور اُن سی محبت رکھنے والیکو نار سی جدا کر دیا ہی اور وہ دُنیا سے ایسی حالت میں گئیں کہ اپنے ظالموں پر اور حق کے غضب کرنیوالوں پر اور اُنپر جنھوں نے اُنکے باپ کی میراث سے اُنکو محروم کیا غضبناک تھیں

اور نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہی جس نے اُسکو ایذا دی اُسنی مجھکو ایذا دی اور جو اُسکو غصہ میں لایا وہ مجھکو غصہ میں لایا اور جسنے اُسکو خوش کیا اُسنی مجھکو خوش کیا

اور نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ فاطمہؑ میرا ٹکڑہ ہی اور یہ میری ایسی روح ہی جو میرے دونوں پہلوؤں میں ہی جو چیز اُسکو ناخوش کرے وہ مجھکو ناخوش کرتی ہی اور جو اُسے خوش کرے وہ مجھے خوش کرتی ہی

اور اعتقاد ہمارا یہ ہی کہ بیزاری واجب ہی چار بتوں سے یغوث اور یعوق اور نسر اور ہبل سے اور چار شریکوں سے لات اور عزیٰ اور شعریٰ اور منات اور اُن لوگوں سے جو اُنکو پوجتے تھے اور اُنکے گروہوں اور پیروؤں سی اور وہ تمام اللہ کی مخلوق میں بدتر ہیں۔

اور اللہ اور رسولؐ اور آئمہ کا اقرار پورا نہیں ہوتا جب تک کہ اُنکے

دشمنوں سے برارت نہ کرے۔
اور قاتلین انبیاؑ اور قاتلین آئمہؑ کے حق میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ کفار مشرکین ہیں ہمیشہ دوزخ کے نیچے کے طبقہ میں رہیں گے اور جو اُنکے باب میں اسکی سوا کچھ اور اعتقاد رکھے تو ہمارے نزدیک وہ اللہ کے دین میں کچھ بھی نہیں ہی۔

باب ۳۹ اعتقاد تقیہ میں

شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ تقیہ میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ وہ واجب ہی جسنے اُسکو چھوڑا وہ ایسا ہی جیسے کسی نے نماز کو چھوڑا۔ اور امام صادقؑ سے کہا گیا تھا کہ ای ابن رسول اللہ ہم مسجد میں ایک ایسا شخص دیکھتے ہیں کہ جو تمہارے دشمنوں کا نام لے لیکر اعلان کے ساتھ سب کرتا ہی امامؑ نے کہا اوسکو کیا ہوا ہی خدا اُسپر لعنت کرے جو ہمکو سامنے پیش کرتا ہی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ نے "اُن لوگونکو سب مت کرو جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں اسلیئے کہ ضد میں آنکر وہ بھی اللہ کو برا کہیں گے جہالت کی وجہ سے" امام صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہی کہ تم اُنکو برا مت کہو اسلیئے کہ وہ تمکو سب کرینگے[۱]
اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جس نے کسی اللہ کے دوست پر سب کیا اُسنے سب کیا اللہ پر" اور نبی صلعم نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ جسنے سب کی تجھپر اُسنے سب کی مجھپر اور جسنے سب کی مجھپر سب کی اللہ پر"
اور تقیہ واجب ہی اُسکا دور کرنا جائز نہیں جس وقت تک کہ قائم

---

[۱] لفظ "سب" کا تعدیہ بحرف "علی" مستعمل نہیں ہی اور اس حدیث کی عبارت دوسری مقام پر اسطرح نظر سے گذری ہی "لاتسبوا فلانہم یسبوا علیکم" یعنی اُن لوگونکے فلاں شخص کو برا نہ کہو اور دشنام نہ دو کہ وہ از راہ عداوت تمہاری علیؑ کو برا کہیں گے" اس تقدیر پر اس حدیث میں عجیب عجیب مطالب عالیہ پیدا ہوتی ہیں ۱۲ نجم العلما

خروج کرے پس جس نے خروج قائم سے پہلے تقیہ چھوڑا وہ اللہ کے دین اور امامیہ کے دین سے خارج ہو گیا اور اللہ اور رسولؐ اور آئمہ کے دین کی مخالفت کی"

اور صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ اللہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں "اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ اَتقٰکُم" تو امامؑ نے فرمایا کہ۔ اکرم۔ تمہارا اللہ کے نزدیک وہ ہی جو تقیہ پر زیادہ عمل کرے" اور بیشک اجازت دی اللہ نے کافروں سے دوستی کرنے کی حالت تقیہ میں" اور کہا اللہ نے "نہ بناویں مومنین کافروں کو دوست سوائے مومنین کے اور جو ایسا کریگا وہ اللہ کے دین میں ذرا بھی نہیں مگر یہ کہ تقیہ کرتے ہو تم اُنسے تقیہ کرنا" اور کہا اللہ نے کہ "نہیں منع کرتا ہی تم کو اللہ اُن لوگوں سے جو تم سے لڑے نہیں اور اُنھوں نے تمکو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اس بات سے کہ تم اُنکے ساتھ احسان کرو اور اُنکے ساتھ انصاف کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہی انصاف کرنیوالوں کو نہیں منع کرتا ہی تمکو اللہ مگر اُن لوگوں سے جو دین میں تم سے لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے پر کمک کی یہ کہ تم اُنسے دوستی کرو اور جو اُنسے دوستی کریگا وہ ظالم ہی"

اور صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ میں ایک آدمی کو سنتا ہوں کہ وہ مسجد میں مجھکو گالیاں دیتا ہی اور میں اُس سے چھپ جاتا ہوں عقب ستون تاکہ وہ مجھکو نہ دیکھے"

کتاب کافی اور اُسکی شرح صافی میں بجلد دوم کتاب الایمان والکفر جزو چہارم حصہ۲ باب تقیہ صفحہ۲ پر یہ حدیث امام باقر علیہ السلام سی اسطرح لکھی ہی" قال ابو جعفرؑ خالطوھم بالبرانیۃ وخالفوھم بالجوانیۃ اذ کانت الامراۃ صبانیۃ"

گفت امام محمد باقرؑ اختلاط کنید با مخالفاں در ظاہر و مخالفت کنید الیشاں

ایشاں را در باطن چوں باشد امارت بازیچہ اطفال۔ (من مؤلف)
اور امام صادقؑ نے فرمایا ہی کہ ظاہر میں لوگوں سے ملو اور دل میں اُنسے مخالفت کرو جبتک کہ معاملہ دل دل میں ہی۔

اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مومن کے ساتھ ریا شرک ہی اور منافق کے ساتھ اُس کے گھر میں ریا کرنا عبادت ہی۔

اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی جسنے اُن (مخالفین) کیساتھ صف اوّل میں نماز پڑہی اُسنے گویا رسولؐ کیساتھ صف اوّل میں نماز پڑہی۔

اور امام علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ اُنکے مریضونکی عیادت کرو اور اُنکی جنازونمیں حاضر ہوا اور اُنکی مسجدوں میں نماز پڑہو۔ اور فرمایا ہمارے لیئے زینت ہو جاؤ اور ہمارے لیئے وبال مت بنو۔ اور امامؑ نے فرمایا ہی کہ اللہ اُس شخص پر رحم کریگا جو لوگونکو ہمارا دوست بنائے اور لوگونکے دلوں میں ہمارا بغض نہ پیدا کرے۔

اور قصہ بیان کرنیوالوں کا امام صادق علیہ السلام کے سامنے ذکر ہوا تو اُنھوں نے فرمایا کہ اللہ اُنپر لعنت کرے وہ ہمپر تشنیع کرتے ہیں۔ اور امام صادقؑ سے پوچھا گیا تھا کہ قصہ بیان کرنیوالونکا بیان سُننا جائز ہی تو آپنے فرمایا کہ نہیں۔ اور امام صادقؑ نے فرمایا ہی کہ جسنے کسی بیان کرنیوالیکی بات کان رکھکر سُنی اُسنے اُسکی عبادت کی پس اگر وہ بیان کرنیوالا اللہ کی طرف سے ہی تو اُسنے اللہ کی عبادت کی اور اگر وہ بیان کرنیوالا ابلیس کی طرف سے ہی تو اُسنے ابلیس کی عبادت کی۔ اور امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ اللہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں "اور شاعرونکی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں" تو آپنے فرمایا کہ وہ قصہ بیان کرنیوالے ہیں۔

اور نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ جو شخص صاحب بدعت کے پاس آئے اور اُسکی توقیر کرے اُس نے اسلام کے ڈہانے میں کوشش کی۔

اور اعتقاد ہمارا اُن لوگونکے باب میں جو کسی شی میں یا ایک بات میں امور دین سے ہماری مخالف ہیں یہ ہے کہ گویا وہ تمام امور دین میں ہمارے مخالف ہیں ؎

باب ۴۴ اس بیان میں کہ رسول ص کے باپ داداؤنکی نسبت کیا اعتقاد ہے

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اُنمیں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ آدم ع سے لیکر رسول ص کے باپ عبد اللہ تک سب مسلمان تھے۔ اور ابو طالب بھی مسلمان تھے اور رسول ص کی ماں آمنہ بنت وہب بھی مسلمان تھیں۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور آدم سے ابتک میری نسب میں زنا کا واسطہ نہیں ہے۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ عبد المطلب ع حجت تھے اور ابو طالب اُنکے وصی تھے

باب ۴۵ اس بیان میں کہ اولاد علی ع میں کیا اعتقاد ہے

شیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اولاد علی ع میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ آل رسول ص ہیں اور محبت اُنکی واجب ہے اسلیئے کہ وہ اجر رسالت ہے اللہ نے فرمایا ہے کہ۔ اے پیغمبر تو کہدے کہ میں نہیں مانگتا ہوں تم سے اُجرت مگر محبت بیچ اقربا کے۔ اور صدقہ اُنپر حرام ہے اسلیئے کہ وہ میل ہے اُس چیز کا جو لوگوں کے پاس ہے اور نہیں طہارت ہوتی اُنکے لیے مگر اس صورت میں کہ وہ اُنکے غلاموں اور لونڈیوں کو صدقہ دیں اور بعض اُنکے بعضوں کو صدقہ دیں ؎ لیکن خمس اُنکے لیئے حلال ہے اسلیئے کہ وہ زکوٰۃ کا عوض ہے جو اُنسے روکی گئی ہے۔

؎ بظاہر مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ اور صدقہ غیر ہاشمین کا اُنپر حرام ہے اسلیئے کہ صدقہ میل ہے لوگوں کے ہاتھوں کی چیز کا۔ ہاں لوگوں کا صدقہ ہاشمیین کے غلام اور کنیز لے سکتے ہیں یعنی اگر متصف بشرائط ہوں اور بعض ہاشمیین بعض کا صدقہ لے سکتے ہیں ۱۲ نجم العلما ۱۲

آور اعتقاد ہمارا یہ ہی کہ جو انمیں سے گناہگار ہونگے اُنپر دونا عذاب ہوگا
اور جو اُنمیں سے نیک ہونگے اُنکو دونا ثواب ملیگا اور وہ سب آپس میں
ایک دوسرے کے کفُ ہیں اسلیئے کہ نبی نے اولاد آبی طالب علیؑ اور جعفر کو
دیکھکر فرمایا کہ ہماری بیٹیاں مثل بیٹوں کے اور ہماری بیٹے مثل بیٹیونکے ہیں"
آور صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو شخص اللہ کے دین کی مخالفت
کرے اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھہ دوستی کرے یا اللہ کے دوستوں کے ساتھہ
دشمنی کرے اُس سے برارت واجب ہی کوئی ہو اور کسی قبیلہ سے ہو"
آور امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ سی کہا تہا کہ تواضع تیری
تجھکو شرافت دینے کیلئے اس سی بہتر ہی کہ تو اپنے باپ دادا سے شرافت حاصل کرے"
آور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مجھکو جو امیر المومنینؑ کی قرابت
حاصل ہی اُسکو زیادہ دوست رکھتا ہوں ولادت سے جو اون سے مجھکو
حاصل ہی"
آور امام صادقؑ سے پوچھا گیا تہا کہ آل محمد کون ہی تو اُنھوں نے فرمایا کہ آل محمدؐ
وہ ہیں جس سے رسولؐ کا نکاح حرام ہو۔
آور اللہ نے فرمایا ہی "اور بیشک بہیجا ہمنے نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کو اور
دی ہمنے اُن دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب تو کچھہ اُسمیں سی ہدایت
پانیوالے ہیں اور اکثر اُنمیں کے فاسق ہیں"
آور امام صادقؑ سے سوال کیا گیا تھا کہ اللہ کے اس قول کی کیا معنی
ہیں "ثم اورثنا الکتاب الخ" پھر وارث کیا ہمنے کتاب کا اُنکو جنکو برگزیدہ کیا
اپنے بندونمیں سے اُنمیں سی بعضے ایسے ہیں کہ اپنے نفس پر ظالم ہیں اور بعض ایسے
ہیں کہ جو اعتدال کیساتھہ عمل کرنیوالے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ اللہ کے حکم کے بموجب

نیکیوں میں بڑہ جانے والے ہیں ؛؛

امامؑ نے فرمایا کہ ظالم اپنے نفس پر اس آیت میں وہ شخص ہی جو امام کا حق نہ پہچانے اور اعتدال پر عمل کرنیوالے سے وہ شخص مراد ہی جو امام کا حق پہچانے اور نیکیوں میں بڑہ جانے والے سے امام مراد ہی ؛؛

اور اسمعیلؑ نے اپنے باپ امام صادق علیہ السلام سے پوچہا تھا کہ ہمارے خاندان میں سے جو لوگ گناہگار ہونگے اُنکا کیا حال ہوگا تو امام نے فرمایا کہ نہ تمہاری آرزوئیں پوری ہونگی نہ اہل کتاب کی جو بُرے کام کریگا وہ اُسکا بدلہ پائیگا اور نہ پائیگا اپنے لیئے کوئی دوست اور نہ مددگار ؛؛

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک بڑی حدیث میں فرمایا ہی کہ "اللہ کی کسی شخص سے قرابت نہیں ہی اللہ کے نزدیک زیادہ پسند وہ ہی جو اتقی ہو اور اللہ کی اطاعت میں عمل زیادہ کرے۔ نہیں قریب ہوتا بندہ اللہ سے مگر طاعت کے ساتھ۔ نہیں ہی ہمارے ساتھ نجات نار کی سند اور نہ اللہ پر کسیکی حجت ہی جو اللہ کا مطیع ہو وہ ہمارا دوست ہی اور جو اللہ کا نافرمان ہو وہ ہمارا دشمن ہی۔ اور نہیں حاصل کرتا کوئی ہماری ولایت مگر تقویٰ اور عمل صالح کے ساتھ۔ اور نوحؑ نے کہا تہا کہ ای رب میرا بیٹا میری اہل میں سے ہی اور تیرا وعدہ سچا ہی اور تو احکم الحاکمین ہی۔ تو اللہ نے کہا کہ "ای نوح وہ تیری اہل میں سے نہیں ہی اُسنے عمل غیر صالح کیا ہی تو اُسکے حق میں دعامت مانگ جسکا تجھکو علم نہیں میں تجھکو نصیحت کرتا ہوں کہ بچ اس بات سے کہ جاہلوں میں سے ہوجائے نوحؑ نے کہا کہ ای میرے رب میں تجھسے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھسے ایسا سوال کروں جب مجھکو علم نہیں ہی اور اگر تو میری مغفرت نہ کریگا اور مجھپر رحم نہ کریگا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوجاؤنگا ؛؛

اور امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ اللہ کے اس قول کے کیا معنے ہیں وہ اور قیامت کے دن دیکھے گا تو اُن لوگوں کو جنھوں نے اللہ پر جھوٹ بولا تھا کہ مُنہ اُنکے کالے ہونگے کیا نہیں ہی جہنم میں ٹھکانا متکبرین کا ؟
امام ع نے فرمایا کہ جو شخص یہ زعم کرے کہ میں امام ہوں اور درحقیقت وہ امام نہ ہو یہ اُسکا حال ہی تو پوچھا گیا کہ اگر وہ علوی ع ہو یا فاطمی ع ہو تو بھی یہی حکم ہی تو امام ع نے فرمایا۔ اور اگرچہ علوی ع فاطمی ع ہو ۔
اور امام صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ تم میں اور تمھارے مخالفوں میں نہیں ہی مگر دل کی پوشیدہ بات تو اُنسے پوچھا گیا کہ دلکی پوشیدہ بات کیا ہی تو امام ع نے کہا وہی چیز جسکا نام تم بیزاری رکھتے ہو اور جب تمھارے مخالف ہوں اُن سے بیزاری کرو اگرچہ علوی ع و فاطمی ع ہو ۔
اور امام صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے اپنے بیٹے عبداللہ کے باب میں کہا تھا کہ وہ اُس امر پر ذرا بھی نہیں جسپر تم ہو اور میں اُس سے بیزاری کرتا ہوں بیزاری کرے اُس سے اللہ ۔

باب اس اعتقاد میں کہ کونسی چیز منع ہی اور کونسی چیز مباح ہے

شیخ نے کہا ہی کہ اس میں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ کل چیزیں مباح ہیں اور فقط وہ چیزیں منع ہیں جنمیں حکم ممانعت وارد ہو ۔

باب مفسر اور مجمل حدیثوں کے بیان میں

شیخ نے کہا ہی کہ اس میں اعتقاد ہمارا یہ ہی کہ جن حدیثوں میں تفسیر مذکور ہی اُنھیں کا حکم اُن حدیثوں پر جاری ہوگا جنمیں حکم مجمل ہی جیسا کہ امام صادق

علیہ السلام نے فرمایا ہی۔

باب ۸۹ اُن حدیثوں میں جو طب کے بیان میں وارد ہیں

شیخ نے کہا ہی کہ ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ جو حدیثیں طب میں وارد ہیں وہ بہت قسم کی ہیں بعض اُنمیں سے ایسی ہیں کہ مکہ اور مدینہ کی ہوا کی موافق ہیں اُنکا استعمال ہر ملک کی ہواہیں جائز نہیں بعض اُنمیں سے ایسی ہیں کہ عالم نے سائل کی طبیعت کو پہچانکر دوا بتائی ہی اُسکا استعمال دوسرے مقام پر جائز نہیں ہوگا مگر جبکہ بتانے والا اُسکی طبیعت کو اچھی طرح جانتا ہو اور بعض اُنمیں سے ایسی ہیں کہ مخالفوں نے کتابوں میں بنادی ہیں تاکہ آدمیونکو مذہب کی صورت بُری معلوم ہو اور بعض اُنمیں سے ایسی ہیں کہ نقل کرنیوالے کو سہو ہوا ہی اور بعض ایسی ہیں کہ نقل کرنیوالے نے کچھہ یاد رکہا کچھہ بھولا۔ اور شہد کے بارے میں جو یہ روایت ہی کہ وہ ہر بیماری کی دوا ہی وہ صحیح ہی اور معنی اُسکے یہ ہیں کہ وہ اُن سب بیماریونکی دوا ہی جو سردی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور بواسیر والیکے لیئے جو ٹھنڈے پانی سے استنجا کرنا مروی ہی وہ اُس صورت میں ہی کہ بواسیر حرارت سے ہو۔ اور یہ جو روایت ہی کہ بینگن میں شفا ہی وہ اُسوقت ہی کہ جب خرما کے پکنے کا موسم ہو اور اُنکو خرما کے ساتھہ کھائے دوسرے وقتوں میں یہ حکم نہیں ہی اور لیکن بیماریوں کی صحیح دوائیں جو ائمہ سے منقول ہیں پس وہ قرآن کی آیتیں اور اُسکی صورتیں اور دعائیں ہیں جو حدیثوں میں قوی سندوں اور صحیح طریقوں سے مذکور ہیں۔

اور صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ زمانہ گذشتہ میں طبیب کو معالج کہتے تھے موسی بن عمران نے پوچھا کہ ای رب بیماری کسکی طرف سے آتی ہی

اللہ نے کہا میری طرف سے تو موسیٰؑ نے کہا کہ دوا اسکی طرف سے ہی اللہ نے
کہا میرے پاس سے تو موسیٰؑ نے کہا کہ لوگ معالج کے پاس جاکر کیا حاصل کرتے ہیں
تو اللہ نے کہا اس سے انکے دل خوش ہو جاتے ہیں اسیواسطے طبیب کا نام طبیب ہوا

اور اصل طب دوا کرنا ہی۔ اور داؤد علیہ السلام کی محراب میں ہر روز
ایک گھانس جمتی تھی اور وہ کہتی تھی کہ تو مجھکو لیلے پس تحقیق کہ میں لائق ہوں
ایسے ایسے امروں کے آخر عمر انکی میں دیکھا کہ ایک گھانس انکی محراب
میں جمی اُس سے داؤدؑ نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا میرا نام خروبہ ہی
تو داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اب محراب اُجڑ گئی اب اسمیں کوئی گھانس نہ جمیگی
اور نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ وہ جسکو الحمد شفا نہ کرے پس نہ دے
اللہ اُسکے لیئے شفا ۱۱۱

باب [illegible] اس بیانمیں کہ مختلف حدیثوں میں کیا اعتقاد چاہیے

شیخ نے کہا ہی کہ اسمیں ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ صحیح حدیثیں جو آئمہ سے وارد ہیں
وہ کتاب اللہ کے موافق ہیں اور اُنکے معنی متفق ہیں مختلف نہیں اسلیئے کہ
وہ از راہ وحی ماخوذ ہیں اللہ سبحانہ سے اور اگر اللہ کے سوا دوسرے کیطرف سے
ہوتیں تو مختلف ہوتیں اور حدیثوں کے ظاہر میں اختلاف نہیں ہوتا مگر مختلف
حکموں کی وجہ سے مثلاً ظہار کے کفارہ میں غلام آزاد کرنا وارد ہی اور دوسری
حدیث میں ہی کہ [illegible] تو اگر روزہ رکھے اور ایک حدیث میں ہی کہ ساٹھ
مسکینوں کو کھلائے اور یہ سب احکام صحیح ہیں روزہ اُسکے لیے ہی کہ جو غلام نہ آزاد
کر سکے۔ اور مسکینوں کو کھلانا اُسکے لیئے ہی جو روزہ نہ رکھ سکے۔ اور یہ بھی
مروی ہی کہ وہ اسقدر صدقہ دے جتنی کہ اُسے طاقت ہی اور یوں سمجھا

کیا ہی کہ یہ اوسکے لیے ہی جو ساٹھ مسکینوں کو کھانا نہ کھلا سکے۔ اور بعض بعض
احکام ایسے ہیں جنمیں ایک حکم دوسرے کا قائم مقام ہوسکتا ہی مثلاً قسم کے کفارہ
میں دس مسکینوں کے کھلانے کو آیا ہی اوسط اُس چیز سے جو تم اپنے گھر کو کھلاتے
ہو یا کپڑہ پہنانا اون (مساکین) کو یا غلام آزاد کرو۔ اور جنہیں ان چیزوں
کی طاقت نہ ہو وہ تین دن روزہ رکھے۔ پس قسم کے کفارہ میں تین حدیثیں
وارد ہوئیں۔ ایک کھانا کھلانا۔ دوسرے کپڑہ پہنانا۔ تیسرے غلام آزاد کرنا
یہ جہالت کی وجہ سے مختلف معلوم ہوتی ہیں حقیقت میں مختلف نہیں ہیں بلکہ ایک
ان کفاروں میں سے دوسرے کا قایم مقام ہوسکتا ہی۔ اور حدیثیں ایسی
بھی ہیں جو تقیہ کے طور پر وارد ہوئی ہیں۔

اور سلیم بن قیس ہلالی سے مروی ہی کہ انھوں نے حضرت علی علیہ السلام
سے کہا تھا کہ میں نے سلمان اور مقداد اور ابی ذر سے قرآن کی کچھ تفسیر
اور نبی صلعم کی حدیثیں ایسی سُنی جو اُنکے غیر ہیں جو لوگوں کے پاس ہیں اور جو کچھ
میں نے اُنسے سُنا اُسکی تصدیق آپ سے سُنی اور لوگوں کی پاس بہت کچھ قرآن
کی تفسیر اور نبی صلعم کی حدیثیں ایسی دیکھیں کہ تم اُنسے مخالف ہو اور تم یہ سمجھتے ہو
کہ وہ سب باطل ہیں اور افترا کیا ہی لوگوں نے جھوٹ باندھا ہی اوپر رسول اللہ
صلعم کے اور تفسیر کرتے ہیں ساتھ رائے اپنے کے تو علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے
سوال کیا ہی تو اسکے جواب کو سمجھ بیشک آدمیوں کے پاس حق اور باطل۔
صدق اور کذب اور ناسخ و منسوخ اور خاص و عام اور محکم و متشابہ اور صحیح
یا در رکھی ہوئی حدیثیں اور وہم سب موجود ہیں۔

اور رسول اللہ صلعم پر اُنکے زمانہ میں جھوٹ بولا جاتا تھا یہانتک
کہ رسول اللہ صلعم خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوگئے پس

فرمایا کہ ”اے لوگوں مجھپر جھوٹ بولنے والے بہت ہو گئے ہیں جو شخص عمداً
مجھپر جھوٹ بولے وہ اپنی نشست گاہ نار میں قرار دے“ پھر رسول کے
بعد بھی آپپر جھوٹ بولا گیا۔ اور جو حدیثیں تمہارے پاس آتی ہیں انکے چار
طریقے ہیں پانچواں نہیں ہے۔ ایک یہ کہ کوئی شخص منافق ایمان ظاہر کرے
اور بناوٹ سے مسلمان بنے اور رسول اللہ پر عمداً جھوٹ بولنے کو گناہ
نہ جانتا ہو اور نہ حرج جانتا ہے پس اگر لوگ یہ جان لیں کہ وہ منافق کذاب
ہے تو اسکی حدیث نہ قبول کریں اور بات کو سچا نہ مانیں لیکن لوگ یہ سمجھتے
ہیں کہ یہ رسول کا صحابی ہے اور اسنے انکو دیکھا ہے اور انکی حدیثیں سنی ہیں
اسلئے اسکی حدیثیں قبول کرتے ہیں اور اسکا حال نہیں جانتے اور اللہ نے
منافقین کی خبر دی ہے جو دی ہے اور انکا وصف بیان کیا ہے جو کچھ کہ وصف
بیان کیا ہے انکا۔ چنانچہ اللہ نے کہا ہے ”اگر تو انکو دیکھے تو انکے جسم تجھے اچھے
معلوم ہوں اور اگر وہ کچھ تقریر کریں تو تو انکو سنے گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں سہارے
سے تھمی ہوئی“ پھر رسول کے بعد وہ لوگ متفرق ہو گئے اور ان لوگوں سے
جو ضلالت کے امام اور نار کی طرف بلانے والے تھے زور اور کذب اور بہتان
کی وجہ سے انھوں نے تقرب کیا پس مالک بنایا انکو کاموں کا اور کھائی
انکی وجہ سے دنیا اور چڑھا دیا انکو لوگوں کی گردنوں پر اور آدمی نہیں ہوتے
ہیں مگر بادشاہوں اور دنیا کے ساتھ لیکن وہ شخص جسکو اللہ بچائے پس چار
قسموں میں سے ایک قسم یہ تھی۔ اور بعض شخص ایسا شخص ہے کہ اسنے رسول اللہ صلعم
سے کچھ سنا اسکو صحیح طور پر یاد نہ رکھا اور اسمیں انکو وہم ہو گیا اور عمداً اسنے جھوٹ
نہیں بولا اور اسیطرح اسکے پاس رہا اور اسی کو وہ کہتا رہا اور اسی پر وہ
عمل کرتا رہا اور اسیکی وہ روایت کرتا رہا اور یہ کہتا رہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے

ایسا ہی سُنا ہی اگر لوگ یہ جان لیں کہ اسکو وہم ہوا ہی تو اُسکی بات قبول نہ کریں
اور اگر وہ خود جان لے کہ مجھکو وہم ہوا ہی تو اپنی بات سے پھر جاوے اور تیسرا شخص
وہ ہی کہ اُسنے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ آپ نے کچھہ حکم کیا پھر رسول اللہ صلعم نے
اُس حکم سے منع کر دیا اور اُسکو خبر نہ ہوئی یا اُسنے سُنا کہ رسول اللہ صلعم نے کسی
کام سے منع کر دیا اور پھر رسول ؐ نے اُس کام کا حکم کیا اور اُسکو خبر نہ ہوئی اور
منسوخ اُسکو یاد رہا اور ناسخ اُسکو یاد نہ ہوا اگر وہ جان لے کہ وہ منسوخ ہی تو
وہ اپنے قول سے پھر جاوے اور اگر مسلمان جان لیں کہ جو اُسنے سُنا ہی وہ منسوخ ہی تو اُسکو
چھوڑ دیں۔ اور چوتھا شخص وہ ہی کہ نہ اُسنے اللہ پر جھوٹ بولا نہ رسول ؐ پر اور بسبب
خوف الہی اور تعظیم رسول ؐ کے اُسکو کذب سے بغض ہی وہ بھولا بھی نہیں بلکہ جسطرح
سُنا ہی اُسیطرح یاد رہا اور جو سُنا ہی وہی اُسنے بیان کیا۔ اُس نے بڑہایا نہ گھٹایا
ناسخ اور منسوخ کو بھی جانتا ہی اور ناسخ پر عمل کیا اور منسوخ کو چھوڑ دیا اور
نبی صلعم کا حکم مثل قرآن کے ہی اُسمیں ناسخ بھی ہی اور منسوخ بھی ہی اور خاص
بھی ہی اور عام بھی ہی اور محکم بھی ہی اور متشابہ بھی ہی اور کبھی رسول ؐ کا حکم ایسا
ہوتا ہی کہ جسمیں دو وجہیں ہوتی ہیں کوئی کلام عام ہوتا ہی کوئی کلام خاص ہوتا ہی
مثل قرآن کے۔ اللہ نے اپنی کتاب میں کہا ہی کہ "رسول ؐ جو تمکو دے اُسکو لو
اور جس سے منع کرے اُسکو چھوڑ دو" پس ہر شخص اللہ اور رسول ؐ کی مراد کو
نہیں پہچانتا اُسکو شبہہ پڑ جاتا ہی اور رسول ؐ کے کل اصحاب ایسے نہ تھے کہ جو اُنسے
پوچھیں اور نہ سمجھیں اسلیئے کہ اُنہیں سے بعضے لوگ ایسے تھے کہ وہ پوچھتے تھے
اور سمجھتے نہ تھے اسلیئے اللہ نے اُنکو سوال سے منع کیا۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہی "
ای ایمان والو مت سوال کرو بہت سی چیزوں سے کہ اگر وہ تم سے بیان کیجا
گی تو وہ تمکو بری معلوم ہونگی اور اگر سوال کروگے تم اُس سے ایسے وقت میں

کہ قرآن نازل ہوتا ہے تو تمہیں ظاہر ہو جائینگی معاف کیا اللہ نے اُس سے اور اللہ غفور ہے حلیم ہے اور تم سے پہلے ایک قوم نے سوال کیا تھا پھر وہ اُس سے منکر ہو گئے تو وہ سوال سے روکی گئی یہانتک کہ وہ اس بات کو پسند کرتی تھی کہ کوئی گاؤں والا آئے اور وہ پوچھے اور یہ لوگ سُنیں۔

اور میں رسول اللہ کے پاس جاتا تھا ہر رات میں اور وہ مجھے خاص داخل کر کے خلوت کرتا تھا اُنسے ہر روز خلوت خاص اور جو کچھ میں پوچھتا تھا اُسکا جواب دیتے تھے اور دور کرتا تھا میں جدہر کو رسول دور کرتے تھے اور اصحاب رسول نے جان لیا تھا کہ رسول ایسا معاملہ میرے سوا اور کسی کے ساتھ نہیں کرتے اور اکثر میرے گھر میں ایسا ہوتا تھا اور جب میں رسول کے پاس بعض گھروں میں جاتا تھا تو مجھسے خلوت کر لیتے تھے اور اپنی بیبیوں کو اُٹھا دیتے تھے اور میرے اُنکے سوا اور کوئی باقی نہیں رہتا تھا اور جب میرے پاس خلوت کے لیے آتے تو جو کوئی میرے گھر میں ہوتا تھا اُسکو اُٹھا دیتے تھے اور ہم میں سے فاطمہ نہیں اُٹھتی تھیں اور نہ کوئی میری بیٹیوں میں سے اُٹھتا تھا اور جب میں اُنسے پوچھتا تھا تو جواب دیتے تھے اور جب میں خاموش ہو جاتا تھا تو مجھسے ابتدا کرتے تھے پس نہیں اُتری رسول پر قرآن کی کوئی آیت اور نہ کوئی چیز جو اللہ نے اُنکو بتائی ہو۔ حلال۔ یا حرام یا امر یا نہی یا طاعت یا معصیت یا کوئی اور چیز کہ ہو چکی ہو یا ہو گی مگر رسول نے وہ مجھے بتا دی تھی اور پڑھا دی تھی اور لکھا دی تھی اور اسکو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور اُسکا مطلب اور اُسکا ظاہر و باطن مجھکو سکھا دیتے تھے پس میں نے اُسکو یاد کر لیا اور ایک حرف اُسکا نہیں بھولا اور رسول اللہ صلعم کی عادت تھی کہ جب مجھے کوئی بات بتاتے تھے تو میرے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھتے تھے پھر یہ کہتے تھے کہ اللہ اسکے دل کو علم اور فہم اور نور اور

ملے بادیہ نشین ۱۲

علم اور ایمان سے بھر دے اور اسکو جاہل مت بنا اور اسکو یاد کرا دے اور
بھلا دے مت میں نے ایکدن اونسے کہا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ
آپ پر قربان ہوں کیا تمکو مجھپر بھول جانیکا خوف ہے تو رسول ؐ نے فرمایا کہ
اے میرے بھائی نہیں تجھپر بھولنے کا خوف رکھتا ہوں نہ جہل کا اور بیشک مجھکو اللہ
نے خبر دی ہے کہ اوسنے تیرے باب میں اور تیرے شریکوں کے باب میں جو تیرے بعد ہونگے
میری دعا قبول کرلی ہے میں نے پوچھا یا رسول اللہ میرے شریک کون ہیں تو
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ وہ لوگ جنکی اطاعت اللہ نے اپنی اور میری
اطاعت کے ساتھ ملائی ہے میں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں یا رسول اللہ رسول
نے فرمایا کہ وہ لوگ جنکے حق میں اللہ نے فرمایا ہے اے ایمان والو اطاعت
کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ؐ کی اور اولی الامر کی جو تم میں سے ہوں تو
میں نے کہا کہ یا نبی اللہ وہ کون ہیں تو رسول ؐ نے کہا کہ وہ اوصیا ہیں جو میرے
بعد ہونگے اور متفرق نہ ہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض پر پہنچیں ہادی
مہدی ہونگے کسی مکر کرنیوالے کا کید انکو ضرر نہ پہونچائیگا اور نہ ترک نصرت کسی کی جو
ترک نصرت کرے انکے حق میں مضر ہوگی بلکہ اصلا اوپر اثر نہیں کریگا اور نہ کسی کے
ذلیل کرنے سے وہ ذلیل ہونگے وہ قرآن کے ساتھ ہونگے اور قرآن انکے ساتھ ہوگا
نہ وہ قرآن کو چھوڑینگے نہ قرآن انکو چھوڑیگا انھیں کے طفیل سے میری امت
مدد مانگے گی اور انھیں کے طفیل مینہ بارش ہوگی اور انھیں کی برکت سے
سب بلا دفع ہوگی۔ اور انھیں کے طفیل سے دعا قبول ہوگی۔
میں نے کہا یا رسول اللہ انکے نام بتادو تو رسول ؐ نے فرمایا کہ یا علی تو ہے
پھر یہ میرا بیٹا اور اپنا ہاتھ امام حسن ؑ کے سر پر رکھا۔ پھر میرا یہ بیٹا اور اپنا ہاتھ
حسین ؑ کے سر پر رکھا پھر تیسرا ہم نام میرا ای بھائی اور وہ سید العابدین ہے پھر اسکے

بیٹا جو میرا ہمنام ہی شگافتہ کرنیوالا میرے علم کا اور اے میرے بھائی علیؑ تیرے زمانہ میں پیدا ہو جائیگا اور اُسکو میرا سلام کہیو۔ اور اے حسینؑ محمدؐ تیری زندگی میں پیدا ہو جائیگا اُسکو بھی میری طرف سے سلام کہیو۔ پھر جعفرؑ پھر موسیٰؑ بن جعفرؑ پھر علی بن موسیٰؑ پھر محمدؑ بن علیؑ پھر علیؑ ابن محمدؐ پھر حسنؑ ابن علیؑ الزکی پھر وہ شخص جسکا نام میرا نام ہی اور اُسکا رنگ میرا رنگ ہی قائم ہوگا اللہ کے حکم سے آخر زمانہ میں۔ وہ ایسا مہدیؑ ہوگا کہ بھر دیگا زمین کو انصاف اور عدل سے جیسے کہ اُس سے پہلے بھر گئی ہو ظلم وجور سے۔

واللہ اے سلیم میں اُسکو پہچانتا ہوں جبکہ اُسکی بیعت کی جائیگی درمیان رکن اور مقام کے اور میں اُنکے انصار کے نام اور انکے قبائل کو جانتا ہوں۔

سلیم ابن قیس کہتا ہی کہ میں اسکے بعد حکومت معاویہ کے زمانہ میں حسنؑ اور حسینؑ سے ملا اُنسے میں نے کہا کہ تمہارے باپ سے میں نے یہ حدیث سُنی ہی تو اُن دونوں نے کہا کہ تو نے سچ کہا بیشک امیرالمومنین علیہ السلام نے تجھسے یہ حدیث بیان کی اور ہم بیٹھے تھے۔ اور ہمکو رسولؐ سے بھی یہ حدیث اسیطرح یاد ہی جیسے تجھسے بیان کی ہی نہ اس میں کوئی حرف گھٹا ہی نہ بڑھا ہے۔

سلیم ابن قیس نے کہا کہ پھر میں علی ابن الحسین سے ملا اور اونکے پاس اُنکے بیٹے محمد باقرؑ بھی تھے میں نے یہ حدیث اُنسے بیان کی اور اُنکے باپ اور امیرالمومنین علی علیہ السلام کے واسطہ سے جو رسولؐ کا قول سُنا تھا بیان کیا درحالیکہ وہ مریض تھے اور میں لڑکا تھا پھر ابوجعفر علیہ السلام نے کہا کہ مجھکو بھی میرے دادا نے یہ حدیث رسولؐ سے پڑھائی ہی اور میں لڑکا تھا۔

ابان ابن عیاش کہتا ہی کہ میں نے علیؑ ابن الحسین کو یہ پوری
حدیث بروایت سلیم ابن قیس کی سنائی۔ انھوں نے کہا کہ اسنے سچ کہا
اور جابر ابن عبداللہ انصاری میرے بیٹے محمدؐ کے پاس آئے تھے درحالیکہ
وہ جاتے تھے مکتب کی طرف اسکو جابر نے بوسہ دیا اور رسولؐ کی طرف
سے انکو سلام پہونچایا"

ابان ابن ابی عیاش نے کہا ہی کہ علی ابن الحسین کی موت کے بعد
میں نے حج کیا۔ اور ابوجعفر محمد ابن علی ابن الحسین سے ملاقات کی اور
اسنے یہ پوری حدیث بروایت سلیم کی نقل کی انکی آنکھیں نمناک ہوئیں
اور انھوں نے فرمایا کہ سلیم نے سچ کہا ہی وہ میرے دادا حسینؑ کے
قتل کے بعد میرے باپ کے پاس آیا تھا اور میں اسوقت انکے پاس تھا اور یہ
حدیث بعینہ اسنے بیان کی تھی۔ تو میرے باپ نے اس سے کہا کہ واللہ ای سلیم تو نے
سچ کہا اور میرے باپ نے بھی یہ حدیث بحوالہ امیر المومنینؑ بیان کی تھی"

اور اللہ کی کتاب میں ایسی باتیں بھی ہیں جنکو جاہل مختلف متناقض
سمجھ لیتا ہی۔ اور وہ درحقیقت مختلف اور متناقض نہیں ہیں جیسی کہ اللہ نے
فرمایا ہی آج ہم انکو بھول جائیں گے جیسا کہ وہ اس دن کی سامنے آنیکو بھولے
ہوئے تھے" اور اللہ نے فرمایا ہی "وہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ بھی انکو
بھول گیا" پھر اسکے بعد اللہ نے فرمایا ہی "اور نہیں ہی تیرا رب بھولنے والا"
اور جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہی "جس دن کھڑے ہونگے روح اور ملائکہ صف
باندھ کر کلام نہ کرینگے مگر وہ ہی جسکو اذن دے رحمان اور ٹھیک بات کہی"
اور جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہی "اور قیامت کے روز کفر کرینگے بعض تمہارے
بعض کا اور لعنت کرینگے بعض تمہارے بعض پر" اور اللہ نے فرمایا ہی

یہ حق ہی جھگڑا اہل نار کا " پھر اللہ کہتا ہی " میرے سامنے جھگڑا مت کرو اور پہلے سے میں نے تمہارے پاس وعید بھیجدی تھی " اور اللہ فرماتا ہی " آج کے دن ہم اُنکے موہوں پر مُہریں لگا دیں گے اور اُنکے ہاتھ ہم سے باتیں کرینگے اور اُنکے پاؤں اُنکے اعمال کی گواہی دیں گے " اور اللہ فرماتا ہی " بہت سے موںھ اُس دن تازہ ہونگے اور اپنے رب کیطرف دیکھنے والے ہونگے " پھر اللہ کہتا ہی " نہیں ادراک کرسکتیں اُسکا نگاہیں اور وہ نگاہونکا ادراک کرتا ہی اور وہ لطیف ہی خبیر ہی " اور اللہ فرماتا ہی " کسی بشر کے لیئے یہ ممکن نہیں ہی کہ اللہ اُس سے کلام کری مگر بطور وحی کے یا پردے کے پیچھے سے " اور پھر اللہ کہتا ہی " اور کیا اللہ نے موسیٰ سے کلام " اور اللہ فرماتا ہی " اور پکارا اون دونوں کو اُنکے رب نے کہ کیا نہیں منع کیا تھا میں نے تمکو اس درخت سے "

اور فرمایا اللہ نے " اللہ عالم الغیب ہی نہیں چھپی اوس سے ذرہ برابر کوئی چیز آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ چھوٹی اُس سے نہ بڑی مگر وہ روشن کتاب میں موجود ہی "

پھر اللہ فرماتا ہی " اور نہ دیکھے گا اللہ انکو قیامت کے دن اور نہ پاک کریگا اُنکو "

پھر اللہ کہتا ہی " قسم ہی کہ وہ اپنے رب سے اُس دن البتہ محجوب ہونگے "

پھر اللہ فرماتا ہی " کیا تم نڈر ہوگئے ہو اپنے رب سے یہ کہ وہ دھنسا دی تمکو زمین میں پس وہ موجیں مارتی ہو " اور فرمایا اللہ نے " کہ رحمان عرش پر مستوی ہوا " اور پھر اللہ کہتا ہی " وہ اللہ ہی آسمانوں میں اور زمین میں پوشیدہ

کام اور ظاہر کام کو جانتا ہی تمہاری" اور کہا اللہ نے "اور نہیں ہوتی ہی سرگوشی تین آدمیوں میں مگر اللہ انہیں چوتھا ہوتا ہی اور نہ پانچ ہیں مگر اللہ انکا چھٹا ہوتا ہی اور نہ اس سے کم ہیں نہ اس سے زیادہ ہیں مگر اللہ اُنکے ساتھ ہوتا ہی جہاں ہوں"

اور کہا ہی اللہ نے "اور ہم زیادہ قریب ہیں اُنکی طرف رگ گردن سے"

اور کہا اللہ نے "نہیں انتظار کرتے وہ مگر اس بات کا کہ آدیں اُنکے ملائکہ یا آئے حکم تیرے رب کا یا آئیں بعض نشانیاں تیرے رب کی" اور جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہی "تو کہدے کہ موت دیویگا تمکو ملک الموت جو تمپر مقرر ہی" پھر اللہ کہتا ہی "کہ مارا اُسکو ہمارے رسولوں نے اور وہ زیادتی نہیں کرتے ہیں" اور کہا اللہ تعالیٰ نے "وہ لوگ کہ مارتے ہیں اُنکو ملائکہ" اور کہا اللہ نے "اللہ مارتا ہی جانوں کو اُنکی موت کے وقت"

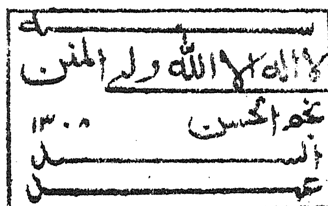
اور اسکی مثل قرآن میں بہت ہی۔ حضرت علی علیہ السلام سے ایک زندیق نے ان آیتوں کے اختلاف کا سوال کیا تھا تو انھوں نے اِن آیتوں میں اتفاق کے معنی بتا دیئے اور اُسکی تاویل ظاہر کردی اور میں نے اسکی حدیث معہ شرح کے کتاب توحید میں لکھی ہی اور اگر اللہ چاہے اور مدد کرے تو میں اس باب میں ایک جدا کتاب لکھونگا۔

یہ رسالہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۴ھ
میں ترجمہ اور
سنہ ۱۹۰۶ء میں طبع ہوا

نقل دستخط جناب فیضمآب قبلہ وکعبہ نجم العلما مولانا
سید نجم الحسن صاحب مجتہد العصر والزمان دام برکاتہم

یہ رسالۂ سدیدہ اور عجالۂ مفیدہ کہ ترجمہ ہی رسالۂ اعتقادات
صدوق ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ کا جسمیں عقائد فرقۂ حقۂ ناجیہ
امامیہ کثرہم اللہ تحریر ہیں میں نے اکثر مقام اس ترجمہ کے دیکھے
اور اصل رسالہ کے مطابق پائے خداوند عالم مومنین کو اسکے
مطالعہ سے بہرہ مند و فیضیاب فرمائے فقط

حررہ السید نجم الحسن عاملہ اللہ المنن



خلاصہ مضمون	باب	صفحہ
باب شفاعت کے اعتقاد میں	۲۱	۳۷
باب وعدہ وعید کے اعتقاد میں	۲۲	״
باب اس اعتقاد میں جو بندوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں	۲۳	۳۸
باب عدل کے اعتقاد میں	۲۴	۳۹
باب اعراف کے اعتقاد میں	۲۵	״
باب صراط کے اعتقاد میں	۲۶	״
باب اُن گھاٹیوں کے اعتقاد میں جو محشر کے راستہ میں ہونگی	۲۷	۴۰
باب حساب اور میزان کے اعتقاد میں	۲۸	۴۱
باب جنت اور نار کے اعتقاد میں	۲۹	۴۴
باب اس اعتقاد میں کہ اللہ کی طرف سے وحی کتابوں کی امر و نہی میں کسطرح نازل ہوتی ہے	۳۰	۴۷
باب اس اعتقاد میں کہ قرآن لیلۃ القدر میں نازل ہوا ہے	۳۱	۴۸
باب قرآن کے اعتقاد میں	۳۲	״
باب مقدار قرآن کے اعتقاد میں	۳۳	۴۹
نبیوں اور رسولوں اور حجتوں و ملائکہ کے اعتقاد میں	۳۴	۵۲
باب اس اعتقاد میں کہ نبی اور وصی شمار میں کتنے ہیں	۳۵	۵۴
باب عصمت کے اعتقاد میں	۳۶	۵۶
باب غلو اور تفویض کے نفی کی اعتقاد میں	۳۷	۵۸
باب اعتقاد ظالمین کے بیان میں	۳۸	۶۲
باب اعتقاد تقیہ میں	۳۹	۶۶
باب اس بیان میں کہ رسول کے باپ دادوں کی نسبت کیا اعتقاد ہے	۴۰	۶۹
باب اس بیان میں کہ اولاد علی میں کیا اعتقاد ہے	۴۱	״
باب اس اعتقاد میں کہ کونسی چیز منع ہے اور کونسی چیز مباح ہے	۴۲	۷۲
باب مفسر اور مجمل حدیثوں کے بیان میں	۴۳	״
باب اُن حدیثوں میں جو طب کے بیان میں وارد ہیں	۴۴	۷۳
باب اس بیان میں کہ مختلف حدیثوں میں کیا اعتقاد چاہیئے	۴۵	۷۴

اعلان

رسالہ ہذا حسب ذیل حضرات سے طلب فرمانے پر مِلسکتا ہی

نام	پتہ
(۱) شیخ اعجاز حسین صاحب مترجم رسالہ	مراد آباد محلہ سرائے شیخ محمود
(۲) مرزا عبد التقی صاحب قزلباش	جامع مسجد مراد آباد
(۳) سید نواب علیصاحب اسسٹنٹ	گریسن کمپنی مراد آباد